عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۶ تا ۱۲ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۷/ جولائی تا ۲/ اگست ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۱۰

قادیانیوں کی حقیقت

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

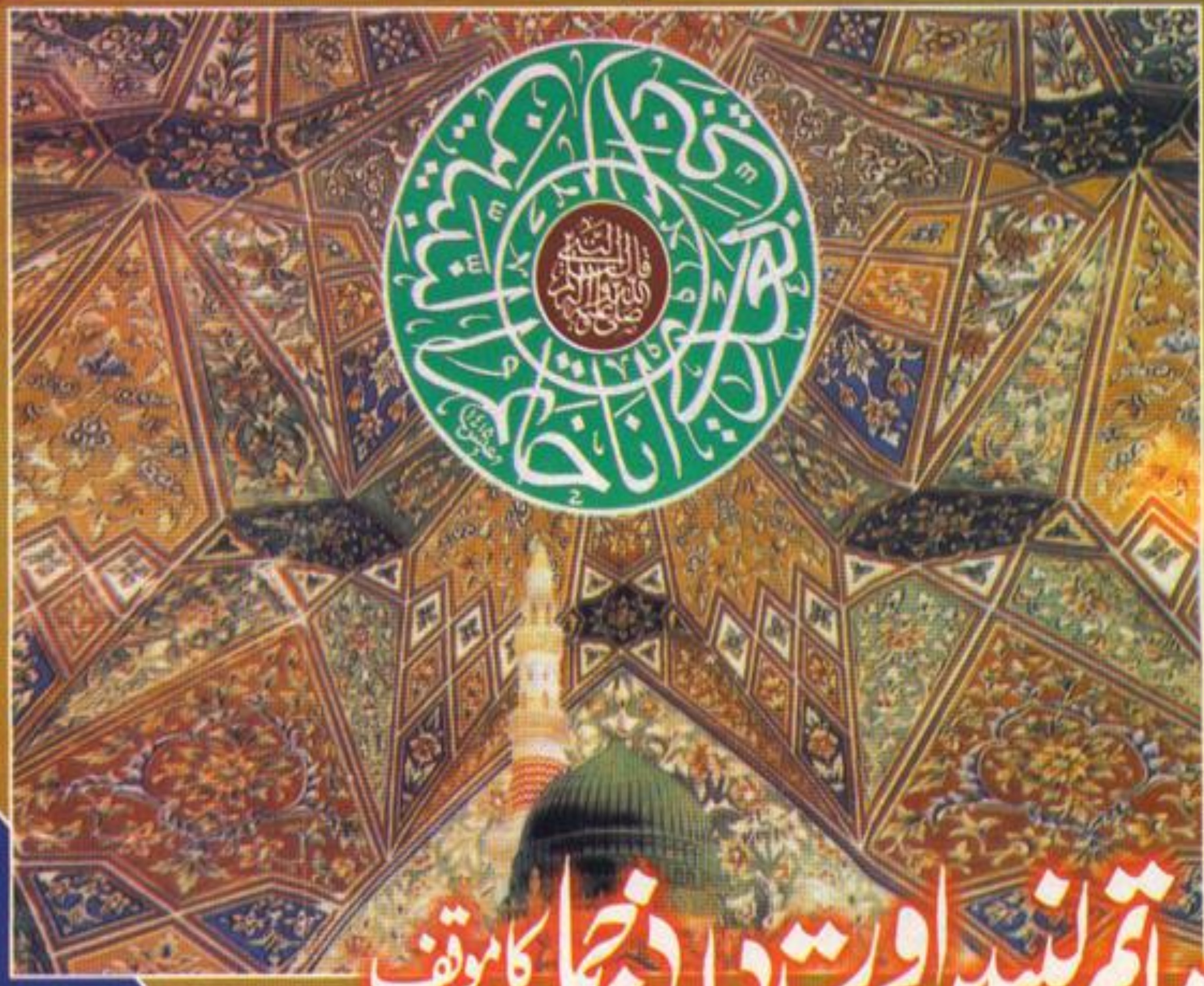

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت کا موقف

گستاخ رسول کی سزا

ماضی اور حال کے آئینے میں

کافر کو کافر کہنا حق ہے:

س:...... کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں: کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔'' چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟ از راہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتائیے؟

ج:...... یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ قرآن کریم میں بار بار: ''ان الذین کفروا، والکافرون، لقد کفر الذین قالوا'' کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس نظریہ کی تردید کے لئے کافی وشافی ہیں اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ اس طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو، اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتا ہو اور ''ضروریات دین'' میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو۔ نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے کیونکہ ''ضروریات دین'' میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔ قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد کی تفصیلات اہل علم بہت سی کتابوں میں بیان کر چکے ہیں، جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو وہ میرے رسالے ''قادیانی جنازہ، قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین، اور قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں کیا فرق ہے؟'' ملاحظہ کرلیں۔

خناس کا قصہ من گھڑت ہے:

س:...... آج کل میلاد شریف میں پڑھنے والی عورتیں کچھ اس قسم کی باتیں سناتی ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام کے پاس شیطان آیا کہ میرے بچے کو ذرا رکھ لو۔ انہوں بٹھالیا تو حضرت آدم تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ خناس بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے اس کو کاٹا اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا۔ شیطان آیا اور پوچھا کہ بچہ کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔ وہ آواز دیتا ہے خناس، خناس۔ تمام ٹکڑے جمع ہوکر بچہ بن کر تیار ہوجاتا ہے۔ وہ پھر موقع دیکھ کر حضرت حوا کے حوالے کرجاتا ہے، پھر حضرت آدم تشریف لاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ خناس بیٹھا ہے۔ وہ اس کو کاٹ کر جلاتے ہیں اور راکھ کرکے ہوا میں اڑا دیتے ہیں۔ شیطان حسب سابق آکر آواز دے کر بچہ زندہ کرکے لے جاتا ہے پھر موقع پاکر حضرت حوا کے حوالے کرجاتا ہے۔ اس مرتبہ حضرت آدم اور حوا اس کو کاٹ کر بھون کر دونوں کھالیتے ہیں۔ پھر میلاد شریف پڑھنے والی فرماتی ہیں کہ انسان کے اندر یہ وہی خناس ہے جو رگ وریشہ میں پیوست ہوگیا اور اس کو حدیث کہہ کر بیان فرماتی ہیں۔ میں نے یہ حدیث اپنے محترم بھائی مولانا مفتی محمود صاحب سے بھی نہیں سنی۔ ذرا وضاحت فرمادیجئے کہ آیا یہ صحیح ہے یا من گھڑت قصہ ہے۔

ج:...... یہ قصہ بالکل من گھڑت ہے افسوس ہے کہ اکثر واعظین خصوصاً میلاد پڑھنے والے اسی قسم کے واہی تباہی بیان کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں ایسے بے سروپا قصے بیان کرنا بہت ہی سنگین گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جو شخص میری طرف کوئی غلط بات جان بوجھ کر منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے۔'' اس لئے واعظین کو چاہئے کہ ایسے لغو اور بیہودہ قصے نہ بیان کیا کریں۔

متبرک قطعات:

س:...... کچھ مسلمان بھائیوں نے اپنے گھروں کے کمروں میں چاروں طرف اسلامی کیلنڈر کے قطعات لگا رکھے ہیں ان کا لگانا کیسا ہے؟

ج:...... متبرک قطعات اگر برکت کے لئے لگائے جائیں تو جائز ہے، زینت کے لئے ہوں تو جائز نہیں۔ کیونکہ اسمائے مقدسہ اور آیات شریفہ کو محض گھر کی زینت کے لئے استعمال کرنا خلاف ادب ہے۔

کیا ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے؟

س:...... ایک پیر صاحب کے سامنے ذکر ہوا کہ: ''خدا تعالیٰ فرماتے ہیں'' تو وہ بہت غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ یوں کہنا چاہئے: ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے'' کیونکہ وہ وحدہ لاشریک ذات ہے اور ''فرماتے ہیں'' ہم نے تعظیماً کہا تھا اور ہم کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمادیں؟

ج:...... تعظیم کے لئے ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' کہنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۶/تا ۱۲/ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۷/ جولائی تا ۲/ اگست ۲۰۰۱ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد

سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی

جلد: ۲۰ — شمارہ: ۱۰

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆............☆............☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے، سالانہ: ۳۰۰ روپے
ششماہی: ۱۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

قادیانیت نوازی کی بدترین مثال .... (اداریہ) 4
خاتم النبیین اور قادیانی جماعت کا موقف .... (حضرت مولانا اللہ وسایا) 6
قادیانیوں کی حقیقت .... (حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی) 9
توضیح و تشریح الفتاح جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 14
مجاہد ختم نبوت .... (جناب زاہد منیر) 19
گستاخ رسول کی سزا ماضی اور حال کے آئینے میں!! .... (جناب عبدالرؤف محمدی) 24

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت نوازی کی بدترین مثال

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کے انکم ٹیکس کو مذہبی اور خیراتی بنیادوں پر دفعہ ۴۷(۱) ڈی انکم ٹیکس آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کے تحت ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق چنیوٹ میں جب ۱۹۸۲ء انکم ٹیکس سرکل چنیوٹ کا دفتر قائم ہوا تو اس وقت کے آفیسر محمد افضل بھٹہ اور انسپکٹر عمر فاروق نے قادیانی جماعت کے خلاف آمدنی کا ٹیکس ادا نہ کرنے کی بنیاد پر کیس بنائے تھے، قادیانی جماعت کے دو اداروں تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ نے انکم ٹیکس میں چھوٹ کی بنیاد پر کیس داخل کئے، جبکہ محکمہ نے اداروں کو ۴۷(۱) ڈی کے تحت مطلوبہ کوائف پورے نہ ہونے کی بنیاد پر مذہبی اور خیراتی ادارہ تسلیم نہ کرتے ہوئے ٹیکس لگا دیا۔

متعدد خامیوں کے باوجود قادیانی جماعت کو جو لوگ فیصد ادا کرتے ہیں، وراثت کے حصے کی وصیت کرتے ہیں، یا جو امانتیں رکھتے ہیں وہ آمدنی میں شامل نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی محکمہ نے صرف دو اداروں کو ٹیکس کے قابل سمجھتے ہوئے ان پر ٹیکس لگایا تو قادیانی جماعت نے کمشنر انکم ٹیکس کے پاس اپیل کر دی۔ جس کو اپیل کرنے کا بھی محکمہ انکم ٹیکس نے حق دے دیا، جس کے نتیجہ میں قادیانی جماعت کے اداروں کو مذہبی اور خیراتی ادارے قرار دیتے ہوئے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔

جہاں تک قادیانیوں کے ان اداروں کو مذہبی قرار دینے کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قادیانیت کی تاریخ اس بات کی نفی کرتی ہے کیونکہ قادیانیت کا مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ ایک سیاسی تحریک ہے، جس نے دھوکہ دینے کے لئے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، درحقیقت انگریز سامراج نے اس کی بنیادی سیاست پر رکھی ہے۔ چنانچہ مذہب کی آڑ میں قادیانی جماعت کی سیاسی دکانداری پر بے لاگ تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی لاہوری گروپ کا ترجمان اخبار لکھتا ہے:

"سیاسی مسائل میں ان لوگوں (قادیانیوں) کا انہماک یہاں تک ترقی کر چکا ہے کہ اب قادیان میں بقول میاں (محمود) اگر کوئی بات چیت ہوتی ہے تو وہ سیاسی مسائل پر ہی ہوتی ہے۔ باہر سے خط و کتابت بھی سب کی سب مسائل سیاسیہ کے متعلق کی جاتی ہے۔ قادیان آنے والے لوگ بھی انہیں مسائل سیاسی میں ہی غور و فکر کرنے کے لئے آتے ہیں، اور میاں صاحب کے آگے زانوئے ادب تہہ کرتے ہیں، غرض جو کچھ ہوتا ہے محض سیاست ہی سیاست ہے۔" (بحوالہ پیغام صلح جلد ۵ صفحہ ۹۳ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۸ء)

اس نام نہاد مذہبی ہونے کی دعویدار جماعت کو سیاست سے کس قدر دلچسپی ہے، اس کا اندازہ حسب ذیل تحریر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

"پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں، وہ نادان ہیں، وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔" (الفضل ۱۳ اگست ۱۹۲۹ء)

قادیانی جماعت ہمیشہ حکومت کے حصول کے سہانے خواب دیکھتی رہی اور اس سلسلہ میں وہ کس قدر حریص تھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی، آمدنی زیادہ ہوگی، مال و اموال کی کثرت ہوگی، جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی۔"

(الفضل ۸ جون ۱۹۲۹ء)

۱۹۳۵ء میں قادیانی جماعت کی طرف سے حکومتی تمنا کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا:

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔" (الفضل ۸ جولائی ۱۹۳۵ء)

قادیانی جماعت کے آنجہانی سربراہ مرزا محمود نے سیاسی کاموں میں حصہ لینے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

"یہ ایک سیاسی بات تھی، مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا، پس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔" (خطبہ جمعہ میاں محمود)۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

قادیانی اقتدار ملنے کی نوید سناتے ہوئے قادیانی جماعت کے تیسرے سربراہ آنجہانی مرزا ناصر احمد نے کہا:

"پاکستان کا اقتدار اب ان کی جھولی میں آ کر گرنے ہی والا ہے۔ اور موجودہ حکومت بھی ان کی دست بستہ غلام ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد جلد: ۱۰ شمارہ: ۳ صفحہ ۱۵، ۳ جنوری ۱۹۷۳ء)

قادیانی جماعت کے ایک ذمہ دار مبلغ ڈاکٹر محمد ابراہیم نے فیصل آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا:

"احمدیوں کی حکومت دس برس کے اندر اندر قائم ہو جائے گی۔" (روزنامہ عوام فیصل آباد ۸ مارچ ۱۹۷۴ء)

بھٹو دور اقتدار میں پاکستان ایئر فورس کا سربراہ ظفر چوہدری کٹر اور متعصب قسم کا قادیانی تھا، چناب نگر سالانہ قادیانی جلسہ کے موقع پر قادیانی جماعت کا سربراہ آنجہانی مرزا ناصر احمد جب تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو پاک فضائیہ کے دو جہازوں نے اسے سلامی دی۔ جلسہ گاہ میں "مرزا ناصر احمد کی جے" کے نعرے لگائے گئے، اس کے بعد قادیانی سربراہ نے تقریر شروع کی۔

"سالانہ جلسہ میں مرزا ناصر احمد تقریر کرنے کے لئے اسٹیج پر آئے مائیک کے سامنے پہنچ کر خاموش کھڑے ہو گئے اور تقریر شروع نہیں کر رہے تھے، جیسا کہ انہیں کسی چیز کا انتظار ہو، اتنے میں ایک ہوائی جہاز جلسہ گاہ سے ذرا ہٹ کر گزرا اس کے گزر جانے کے بعد بھی مرزا صاحب خاموش کھڑے رہے گویا انہیں ابھی کسی اور چیز کا انتظار تھا، اتنے میں دو اور جہاز جلسہ گاہ سے جھک کر گزرے اور اس طرح مبینہ طور پر مرزا ناصر احمد کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی مکمل ہو گئی، اس پر جلسہ گاہ میں نعرہ لگایا گیا۔ "مرزا ناصر احمد کی جے۔"

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد جلد: ۱۰ شمارہ: ۳ صفحہ: ۱۰ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۷۳ء)

قادیانی جماعت کے چوتھے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن میں سالانہ جلسہ کے موقع پر پاکستان کے خلاف بکواس کرتے ہوئے کہا

"اللہ تعالیٰ اس پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، آپ (قادیانی) بے فکر رہیں چند دنوں میں احمدی خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا۔" (مرزا طاہر احمد خطاب سالانہ جلسہ لندن اگست ۱۹۸۵ء)

اسی طرح مرزا طاہر احمد نے ۱۹۹۰ء میں لندن کے سالانہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کو پاگل خانہ قرار دیا اور پاکستانیوں پر عذاب نازل ہونے کی خبر دی۔

"لندن ریڈیو (رپورٹ) قادیانیوں کا تین روزہ اجتماع شروع ہو گیا ہے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرزا طاہر نے کہا کہ قادیانیوں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ لاقانونیت کی وجہ سے آج پورا پاکستان ایک پاگل خانہ بن چکا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ظالموں پر خدا کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور ایڈیشن مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قادیانی جماعت خالصتاً ایک سیاسی جماعت ہے اور اس نے ہمیشہ حصول اقتدار کی کوشش کی ہے۔ قادیانیت کو مذہبی جماعت سمجھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ ملک و ملت کے خلاف اس جماعت کا انتہائی خطرناک کردار رہا ہے۔ جس پر ہزاروں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں اور جہاں تک ان اداروں کے خیراتی ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ: "بلاشبہ یہ کفریہ عقائد کی تقسیم کے خیراتی ادارے ہیں" کیونکہ ان اداروں سے کفری خیرات سادہ لوح مسلمانوں، مجبور انسانوں اور بے روزگار نوجوانوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ان اداروں کے ذمہ کروڑوں روپے چندہ لوگوں سے بٹورا جاتا ہے اور یہ چندہ قادیان کی ذیلی تنظیم کی عیاشیوں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے پر خرچ کیا جاتا ہے، بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کا لالچ دے کر مرتد بنایا جاتا ہے، مجبور اور مفلوک الحال لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں قادیانی بنایا جاتا ہے، یتیم اور بے سہارا انسانوں کو ان اداروں کے فنڈ کا سہارا دے کر کفریہ عقائد اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے، پسماندہ علاقے کے سادہ لوح مسلمانوں کو چند ٹکوں کی امداد کے عوض دولت ایمان سے محروم کر دیا جاتا ہے، ان اداروں کے فنڈ سے ملک و ملت دشمن لٹریچر شائع کر کے تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان حقائق و حالات کی روشنی میں قادیانی جماعت کے اداروں کو مذہبی اور خیراتی ادارے قرار دے کر ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا حقائق سے چشم پوشی اور قادیانیت نوازی کی بدترین مثال ہے، اور یہ حرکت ملک و ملت کے ساتھ بہت بڑی غداری کے مترادف ہے، مذہبی اور عوامی حلقے اس سازش کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے لہٰذا اس قسم کے فیصلوں کو کالعدم قرار دے کر مذہب اور خیرات کی آڑ میں کروڑوں روپے جمع کرنے والے قادیانی اداروں کے فنڈ چیک کر کے ان پر ٹیکس لگایا جائے کیونکہ قادیانیت کے یہ ادارے نہ تو مذہبی ہیں اور نہ ہی خیراتی، بلکہ خالصتاً کاروباری اور کفری تبلیغ و تشہیر کے اڈے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت کا موقف

سوال:...... مرزائی ختم نبوت کے معنی میں کیا تحریف کرتے ہیں؟ قادیانی موقف مختصر مگر جامع طور پر تحریر فرمائیں، ساتھ ہی اس کا مختصر اور جامع جواب بھی دیں۔

جواب:......

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت:

قرآن وسنت صحابہ کرامؓ اور اصحاب لغت کی طرف سے لفظ خاتم النبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے موقف کو دیکھیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ: ''خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر'' یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت ملے گی، جو شخص رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا آپؐ اس پر مہر لگادیں گے، تو وہ نبی بن جائے گا۔ ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ موقف سراسر غلط، فاسد، باطل، بے دینی تحریف دجل وافترا، کذب وجعل سازی پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موقعہ پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

''اگر مرزا صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ: ''آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں''۔ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلادیں، اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلاسکیں گے۔ خود مرزا صاحب نے جو (برکات الدعا ص۱۴، ۱۵، روحانی خزائن ص۱۷، ۱۸ ج۶) میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال اصحاب کرامؓ سے رکھا ہے۔ اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو احادیث نبویہؐ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلادو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہوسکے گا) تو کم از کم کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ کا قول ہی پیش کرو، جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے کہ:

چیلنج:

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلادے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کرسکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کرسکیں گے: ''ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا''۔ بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہؐ کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے صاف صاف آثار، سلف صالحینؒ اور ائمہ تفسیرؒ کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب

اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت ''خاتم النبیین'' کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔''

قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال:

۱:...... اول اس لئے کہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخرالقوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۶۱۴ روحانی خزائن ص ۴۳۱ ج ۳ پر خاتم النبیین کا معنی: ''اور ختم کرنے والا نبیوں کا'' کیا ہے۔

۳:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے، یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۷، روحانی خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵ پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ''ولد'' تھا۔ مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہ ہوا، تو کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

۴:...... پھر قادیانی جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں، اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی، اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت (نام نہاد) ہے۔ نبوت نہیں، اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا، تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبی'' ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے۔ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہوگیا۔''

(ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۸)

۵:...... خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں، تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ خاتم النبیین نہ ہوئے، اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشا کے صاف خلاف ہے۔

۶:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تو نبی بن گئے۔ (یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی) یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ: ''واما بنعمۃ ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۶۷، روحانی خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

لیجئے! خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر، وہ لگے گی اتباع کرنے سے، وہ صرف مرزا پر لگی، اس لئے آپ خاتم النبی ہوئے، اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی تو گیا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو

خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

سوال:...... ظلی بروزی نبی کی من گھڑت قادیانی اصطلاحات پر جامع نوٹ تحریر کرتے ہوئے اس کا مسکت جواب تحریر کریں؟

جواب:......

ظلی اور بروزی:

ظل، سایہ کو کہتے ہیں، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی شیطان کی تصویر (ظل) تھا۔ بروز، کا معنی ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہو جائے جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے شیطان کی شکل اختیار کر لی، اس کی جگہ ظاہر ہو گیا۔ حلول، کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی روح دوسرے میں داخل ہو گئی، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی میں شیطان کی روح سرایت (حلول) کر گئی۔ تناسخ، کا معنی یہ ہے کہ ایک شخص مر جائے اور اس کی شخصیت دوسرے جنم میں دوسرے شخص کی ہو بہو شکل اختیار کر جائے، جیسے کوئی کہے کہ مرزا قادیانی اس زمانہ میں شیطان مجسم تھا۔

قادیانی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ظلی نبی تھا، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہو گیا، اس اعتبار سے اس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد ہو گیا اور آپ کا وجود مرزا قادیانی کا وجود ہے، جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

”صار وجودی وجودہ۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶)

”یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ نے پھر محمد صلعم (مرزا) کو اتارا۔“

(کلمۃ الفصل ص ۵، ۱۰۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

مرزا کے محمد رسول اللہ (معاذ اللہ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے، یعنی مرزا کی بروزی شکل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مع اپنے تمام کمالات نبوت کے دوبارہ جلوہ گر ہوئی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”...... اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن ص ۲۷۰ ج ۱۶)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۳ روحانی خزائن ص ۲۴۹ ج ۱۷)

قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے ظلی اور بروزی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، ان الفاظ کی آڑ میں بھی وہ دراصل رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

”خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے، اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے، اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی...... جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے، بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں، صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔“

(کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ص ۱۶ ج ۱۹)

قارئین محترم! مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے، اس کا کہنا کہ میں ظلی بروزی محمد ہوں۔ کیا معنی؟ کہ جب آئینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل دیکھنا چاہو تو وہ غلام احمد ہے۔ دونوں ایک ہیں، قطع نظر اس خبث و بدطینتی کے مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی و بروزی کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں، وہ اصولی طور پر غلط ہے، اس لئے کہ:

۱:...... ”نقطۂ محمد...... ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے، اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) میں انعکاس پذیر ہیں۔“

(سرمہ چشم آریہ ص ۲۷۱، ۲۷۲ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۲۳ ج ۲)

۲:...... ”حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔“

(ایام الصلح ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۲۶۵ ج ۱۴)

۳:...... ”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۵۷ روحانی خزائن ص ۳۵۳ ج ۶)

اگر اب کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خلفاً نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ عیہ وسلم ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے؟ یا

باقی صفحہ 13 پر

قسط:1

تحریر: حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

قادیانیوں کی حقیقت

فرنگی سامراج نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے برصغیر پاک و ہند سے ایک بڑے غدار، مرزا غلام احمد قادیانی کو منتخب کیا تاکہ وہ امت مسلمہ کے قلوب سے جذبہ جہاد مفقود کردے اور امت مسلمہ کو افتراق و انتشار کی کڑی دھوپ میں کھڑا کردیا جائے۔ مرزا قادیانی کی طرح آج بھی امت مرزائیہ ملک و ملت اسلامیہ سے غداری کرکے اپنے شب و روز اکارت کررہی ہے۔ حقائق پر مبنی اثر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

یہ دنیا مجموعہ عجائبات ہے، جہاں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے متبعین کی دعوت حق جاری ہے، وہاں ان کے دشمنوں کی دعوت باطل اور فتنہ پروری بھی اپنے جال میں پھنسانے کے لئے پورے زور و شور کے ساتھ اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ اہل شقاوت ان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور مستحق عذاب بن جاتے ہیں۔

ان فتنوں کے بارے میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"دوزخ کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے، جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرے گا اسے دوزخ میں پھینک دیں گے۔"

(بخاری ص:1049، جلد2)

راوی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! "صفھم لنا" یعنی ہمیں ان کا تعارف کرادیجئے۔ آپ نے فرمایا: "ھم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا" وہ لوگ ہماری جماعت سے نسبت رکھنے والے ہوں گے اور اسی طرح کی باتیں کریں گے، جیسی ہم آپس میں کرتے ہیں، ان ہی فتنوں میں سے جھوٹی نبوت کا فتنہ بھی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ سنن ترمذی میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"عنقریب میری امت میں بڑے بڑے تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک اپنے بارے میں دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں۔"

اس حدیث پاک میں بڑے بڑے تیس جھوٹے ایسے فتنہ پروروں کے ظہور کی خبر دی ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور سنن ترمذی (ابواب الرؤیا) میں ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی پس کوئی رسول اور کوئی نبی میرے بعد نہیں۔"

احادیث کثیرہ جن کا شمار دشوار ہے اور آیت قرآنیہ:

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، وکان اللہ بکل شیء علیما۔"

(سورہ احزاب)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

کی صاف صاف تصریحات کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام مسلمان یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول قیامت تک نہیں آئے گا، جو شخص کسی مدعی نبوت و رسالت کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی و رسول مانے وہ بھی کافر ہے اور جس کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت ختم ہونے میں شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

حضرت فخر موجودات خاتم النبیین والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے، جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان جھوٹوں کو خلفاء و امراء اور ملوک و سلاطین نے کیفر کردار تک پہنچایا۔

انگریزوں نے اپنے زمانہ اقتدار میں طرح طرح سے ایسی کوششیں کیں کہ مسلمانوں کے دلوں

سے جذبہ جہاد ختم کر دیا جائے اور مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنایا جائے تا کہ غیر منقسم ہندوستان میں ان کے خبیث قدم جمے رہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بعض نام نہاد علماء کو بھی استعمال کیا اور ایک شخص کو نبوت کا دعویدار بنادیا۔ جس نے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کردیا اور انگریزوں کی وفاداری کا بھرم بھرا۔ یہ شخص غلام احمد نامی تھا، جو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ اس شخص کو مکر و اور دجل اور تلبیس (حق اور باطل کو ملا دینا اور باطل کو حق بنا کر پیش کرنا) وتزویر (جھوٹ بنانا، جھوٹ بول کر باطل کو فروغ دینا) میں کمال حاصل تھا، اس کے مکر و فریب اور تلبیس کو حضرات علماء کرام نے متعدد کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے، یہ کتابیں عام طور سے مل جاتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

جن کو قرآن مجید میں مسیح ابن مریم بھی فرمایا ہے، ان کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے تھے اور یہ کہ ان کو یہودیوں نے قتل کردیا اور ان کا یہ قتل ان کے ماننے والوں کے لئے ذریعہ نجات اور کفارہ سیئات ہو گیا، اسی لئے ان کا پادری اتوار کو تقریر کے بعد چرچ میں حاضرین کے گزشتہ ہفتہ کے گناہ معاف کردیتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بتانا اور ان کے مقتول ہونے کا عقیدہ رکھنا اور ان کے قتل کو کفارہ بنالینا نصاریٰ کا اپنا خود تراشیدہ اور خود ساختہ عقیدہ ہے ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بتایا ہو اور یہ بتایا ہو کہ یہودی مجھے قتل کردیں گے اور میرا قتل تمہارے لئے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت واضح طریقے پر اعلان فرمایا ہے کہ وہ مقتول نہیں ہوئے۔ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور یہ یقینی بات ہے کہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔''

قرآن پاک کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم بالا کی طرف اٹھالیا اور اس بارے میں احادیث کثیرہ مروی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے اتریں گے اور عدل و انصاف قائم کریں گے۔ قادیانی چونکہ ان کی وفات کے قائل ہیں اس لئے آیت کریمہ کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے رفع درجات مراد ہے۔ جب یہ جاہلانہ تاویل کرتے ہیں تو لفظ الیہ کا ترجمہ کھا جاتے ہیں اور جاہلوں کے سامنے ادھورا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ (قبحھم اللہ تعالیٰ)۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن مریم فرمایا ہے، جبکہ کسی دوسرے نبی کے نام کے ساتھ ان کے والد یا والدہ کا نام ذکر نہیں فرمایا سورۃ آل عمران میں فرمایا:

ترجمہ: ''بیشک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدم کے ہے کہ ان کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے۔''

اس سے صاف واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عام انسانوں کی طرح نہ تھی سورۃ انبیاء میں فرمایا:

ترجمہ: ''اور اس بی بی کا تذکرہ کیجئے جنہوں نے اپنے ناموس کو بچایا پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہاں والوں کے لئے نشانی بنادی۔''

اور سورۃ تحریم کے آخر میں فرمایا:

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان فرماتا ہے جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا سو ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی۔''

سورۂ مریم کے دوسرے رکوع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے، وہاں ارشاد فرمایا ہے کہ جب فرشتہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہ بتایا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا ہبہ کروں، تو حضرت مریم نے فرمایا:

''میرے لڑکا کس طرح ہو جائے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا، اور نہ میں بدکار ہوں؟''

فرشتہ نے جواب دیا:

''یوں ہی ہو جائے گا، تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے۔''

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہو گئی تو ان کی قوم نے ان کی والدہ کو مطعون کیا، انہوں نے نومولود کی طرف اشارہ کردیا (کہ یہ جواب دے گا) وہ لوگ کہنے لگے

''ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہی ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا۔''

قرآن مجید کی آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل فرشتہ کے پھونکنے سے قرار پایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام نے فرشتہ سے کہا کہ میرے اولاد کیسے ہوگی؟

جبکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں، اس پر فرشتہ نے کہا کہ تیرے رب کا فرمان ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے، پھر پیدائش کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں واضح بیان دیا تو اس میں بھی فرمایا: ''اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں'' یاد رہے کہ سورۂ مریم کے پہلے رکوع میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں فرمایا ہے: ''میں اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں'' اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہوتا تو وہ بھی: ''اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا'' فرماتے اور قرآن مجید میں ابن مریم کی بجائے ان کے باپ کی طرف نسبت ہوتی ایسی واضح تصریحات کے باوجود مرزا قادیانی نے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ تجویز کیا اور کہا کہ انہوں نے اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا''

(ازالہ اوہام ص:۱۲۵ تالیف مرزا قادیانی)

نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائے پاک کا بیٹا بتا کر مشرک ہوئے اور مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا بتا کر کفر صریح اختیار کیا۔

اول تو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ تجویز کرکے قرآن مجید کی تکذیب کی اور پھر ان کی وفات کا اعلان کیا اور ان کی قبر کشمیر میں بتادی اور یہ ظاہر کیا کہ جس مسیح کے آنے کا مسلمانوں کو انتظار ہے وہ میں ہوں۔

پہلے تو اپنے آپ کو مثیل مسیح بتایا پھر عین مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا، پھر ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کردیا۔ پھر اصل نبوت کا مدعی بن گیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کردیا۔ پھر فخر الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔

(مرزا قادیانی) نے اول تو مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس کے دعوے ترقی کرتے رہے مثیل مسیح، مسیح موعود پھر ظلی، بروزی نبی پھر مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کردیا اور سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کا عقیدہ تراشنے کی ضرورت مرزا کو اس لئے پیش آئی تھی کہ مسلمانوں کو ان کے آنے کا انتظار ہے ان کی وفات بتا کر ان کی جگہ خود کو پیش کردیا جائے گا لیکن جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کردیا تو اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کی مرزا کے اس دعویٰ کی ضرورت ہی نہ رہی کہ میں مسیح موعود ہوں لیکن قادیانی پھر بھی پرانی لکیر پیٹ رہے ہیں۔ وفات مسیح کے قائل ہیں اور اس کے لئے جو خود ساختہ دلیلیں تراشی تھیں ان کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ (ھداھم اللہ تعالیٰ)

قرآن مجید میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے لیکن مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کو چالو کرنے کے لئے لفظ خاتم النبیین کے معنی بدل دیئے اور قرآن مجید میں صریح تحریف کردی۔

قادیانیوں کے مکر و فریب اور تلبیس و تزویر کے جال میں وہ لوگ پھنس جاتے ہیں جو قرآن و حدیث کا علم نہیں رکھتے اور اہل علم سے دور رہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی جماعت کے لوگ ایسے ہی لوگوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں جنہوں نے انگریزی پڑھی ہو اور جنہیں قرآن و حدیث کی تصریحات سے واقفیت نہ ہو اور علماء حق کی صحبت نہ پائی ہو، کیونکہ ان کو دھوکہ دینا آسان ہوتا ہے اور چونکہ افریقہ کے بہت سے علاقوں میں صرف نام کے مسلمان ہیں جو علوم قرآن و حدیث سے ناآشنا ہیں اس لئے پاکستان قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے بعد اب انہوں نے افریقہ کے علاقوں میں اپنی کوششیں تیز کردی ہیں۔ یہ لوگ دجل و فریب میں بھی ماہر ہوتے ہیں، ان کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو بحیثیت ایک جماعت کے ظاہر کرتے ہیں جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا ہوا ہے پھر مالی خدمات کرتے رہتے ہیں اور دینی اسلامی باتیں سناتے ہیں اور یہ باتیں نئے آدمی کو ان کے قریب کرتی ہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ پروروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ لوگ ہماری ہی جیسی باتیں کریں گے اور جو شخص ان کی بات مان لے گا، اسے دوزخ میں پھینک دیں گے جو اہل شقاوت ہیں ان کے باتوں میں آجاتے ہیں قادیانی چونکہ اسلامی باتیں سنا کر ہی لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں، اسی لئے اپنے بارے میں یہ اعلان صاف نہیں کرتے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں اور اسی لئے ہندوؤں، سکھوں اور یہود و نصاریٰ کو اپنے دین کی دعوت نہیں دیتے کیونکہ وہ اسلام کے عنوان سے متاثر نہیں ہوتے نیز قادیانیوں کا مقصد مسلمانوں ہی کو کافر بنانا ہے ہندو وغیرہ تو پہلے ہی سے کافر ہیں۔ وہ بھی کافر خود بھی کافر ان پر محنت کرنا عبث ہے۔ جیسے جیسے کوئی شخص ان سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ اسے مانوس کرتے رہتے ہیں اور کفریہ جراثیم اس کے ذہن میں پہنچاتے رہتے ہیں۔ بالآخر اس کے دل سے ایمان کھرچ دیتے ہیں اور اپنی طرح کا کافر، زندیق اور دجال بنالیتے ہیں۔

یہ لوگ شروع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ اٹھاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ ان کی وفات ہوگئی، ایک مسلمان یہ بات سن کر چونک اٹھتا

ہے کیونکہ وہ جو بچپن سے یہ سنتا ہوا آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور عدل و انصاف قائم فرمائیں گے تو یہ لوگ ان کے سامنے ایسی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن سے ان کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے، اس نوگرفتار کے پاس چونکہ علم نہیں ہوتا اس لئے ان کی باتوں کا جواب دینے سے عاجز رہ جاتا ہے (کیونکہ عموماً یہ ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالتے ہیں جو قرآن و حدیث کے علوم سے واقف نہیں ہوتے) جب نئے آدمی کو یہ لوگ باور کرادیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے تو یہ سمجھاتے ہیں کہ جس مسیح کے آنے کی حدیثوں میں خبر آئی ہے اور جس کے آنے کا مسلمانوں کو انتظار ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

قادیانی جماعت کے لوگ پہلے اپنے مرزا کو مسیح موعود بتاتے ہیں پھر کچھ دن کے بعد اس کو نبی بتادیتے ہیں، جب نئی نبوت کی بات سامنے آتی ہے تو سننے والے کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں اور جس کا عقیدہ اب تک یہ رہا ہو کہ حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ نئی نبوت کی بات سن کر چونک اٹھتا ہے اور آیت قرآنیہ پیش کرتا ہے جس میں فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتا ہے تو مرزا قادیانی کے متبعین خاتم النبیین کا معنی افضل النبیین کردیتے ہیں اور طرح طرح کی تاویل و تحریف کرکے اس متاثر ہونے والے شخص کو اپنا جیسا ملحد اور کافر بنالیتے ہیں، جب مرزا قادیانی نے اپنے کو حضور خاتم النبیینؐ سے بھی افضل بتادیا (شاید قادیانی) سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہیں کہ مرزا نے اپنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہیں بتایا لہٰذا ان کے دروغ کو بے فروغ کرنے کے لئے مرزا کا ایک عربی شعر نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فوقیت اور فضیلت ظاہر کرتے ہوئے مرزا اپنی کتاب اعجاز احمدی ص ۷۱ میں لکھتا ہے:

له خسف القمر المنير وان لی
غسا القمران المشرقان اتنكر

ترجمہ: "ان (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے روشن چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند سورج روشنی والے دونوں گرہن ہو گئے کیا تو منکر ہوتا ہے۔" دیکھو دعوائے افضلیت کس قدر جھلک رہا ہے (تو اب مذکورہ تاویل بھی ختم ہوئی کہ خاتم النبیین افضل کے معنی میں ہے) لیکن بے علم لوگوں کو پھنسانے کے لئے انہوں نے یہ تاویل اپنے دلائل باطلہ کے اسٹاک میں رکھی ہوئی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا مرزا قادیانی کے متبعین صرف مسلمانوں کو اپنے کفر کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں اور بدھسٹوں میں اپنا کام نہیں کرتے کیونکہ ان کا کام مسلمانوں کو کافر بنانا ہے، جو لوگ مسلمان ہیں ان ہی کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ساری محنتیں کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ کی قسم! ضرور ضرور ابن مریم نازل ہوں گے جو فیصلے دینے والے عدل و انصاف والے ہوں گے، اور بلاشبہ وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کردیں گے اور اونٹنیوں کو اس حال میں چھوڑیں گے کہ ان کو کام میں نہیں لایا جائے گا اور ان کے زمانہ میں ضرور ضرور آپس کا کینہ اور بغض اور حسد ختم ہوجائے گا اور (مال کی اس قدر کثرت ہوگی) کہ وہ مال دینے کے لئے بلائیں گے تو اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔" (مسلم کتاب الایمان ص ۸۷ ج ۱)

اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کی خبر ہے جو تاکید مؤکد کے ساتھ بیان کی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض خاص خاص اوصاف کا بھی ذکر ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ عادلانہ فیصلے فرمائیں گے اور یہ بھی ہے کہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ختم فرمادیں گے اور ان کے زمانہ میں کینہ، بغض، حسد سب ختم ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کے آنے کی حدیثوں میں خبر دی گئی، اب اس حدیث کے مطابق مرزا کو اس کی زندگی کے آئینہ میں دیکھا جائے گا:

(۱)...... مرزا قادیانی ابن مریم نہیں تھا۔ اس کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ابن مریمؑ کے بارے میں ہے پھر مرزا مذکورہ پیشگوئی کا مصداق کیسے ہوسکتا ہے۔

(۲)...... مرزا قادیانی کبھی حاکم قاضی، چھوٹا موٹا مجسٹریٹ بھی نہیں ہوا تاکہ وہ فیصلے دیتا۔

(۳)...... حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وہ یہ دونوں کام کیوں کریں گے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں، آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد نصاریٰ نے ان کے قتل کا عقیدہ بنالیا اور اپنے خیال باطل میں ان کے قتل کو اپنے گناہوں کا کفارہ

تسلیم کرلیا اور چونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی (صلیب) پر چڑھایا گیا اور سولی ان کے عقیدہ میں آپ کے قتل اور نصاریٰ کے گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بنی، اس لئے وہ صلیب کو مقدس سمجھتے ہیں اور اس کی عبادت تک کرتے ہیں اور خنزیر کا گوشت نصاریٰ کی طبیعت ثانیہ بنا ہوا ہے، اس کو بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ لہذا نصرانیت کو سارے انسانوں کے سامنے باطل قرار دینے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ نصرانیوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں میں ان سے وہ مجھ سے بیزار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے، اب مرزا قادیانی کو دیکھو اس نے انگریزوں کا دم بھرا اور ان کی وفاداری کا اعلان کیا، ان کی حکومت ہندوستان میں باقی رکھنے کے لئے حوصلہ مندی سے ان کی خدمات انجام دیتا رہا (مرزا قادیانی) نے ضمیمہ کتاب البریہ میں ص ۹ پر انگریزوں سے اپنی وفاداری کا یوں اظہار کیا ہے:

''اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنے سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریز کا دل و جان سے خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی کا بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے، چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔''

جس مقصد سے انگریزوں نے اپنے وفادار کو نبی بنا کر کھڑا کیا تھا وہ مقصد تو ختم ہوا کیونکہ انگریز ہندوستان سے دفع ہو گئے لیکن وفادار یعنی مرزا کے متبعین انگریزوں کی وفاداری میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ ان کے دین کے بانی نے انگریزوں کی وفاداری دین میں شامل کردی تھی اور یہ سب کو معلوم ہے کہ انگریز جہاں اپنی حکومت قائم کرتے تھے وہاں گرجا گھر بھی بناتے تھے اور اپنا مشن جاری کرتے تھے اور نصرانیت کی پوری طرح تبلیغ کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی خدمت کی اور ان کے دین نصرانیت کو تقویت پہنچائی اور نصرانیت کے پھیلنے کے لئے مواقع نکالے اور آج تک قادیانیوں کا نصرانیوں سے بہت زیادہ گٹھ جوڑ ہے اور در حقیقت مہدی سے لے کر نبوت تک کے سارے دعوے جو مرزا نے کئے وہ سب نصاریٰ اور نصرانیت ہی کی تائید اور تقویت کے لئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص مسیح موعود نہیں ہوسکتا جس کا مقصد اصلی ہی خدمت نصاریٰ ہو، مسیح موعود کے تو امتیازات خاصہ میں یہ بات شامل ہے کہ وہ نصرانیت کو ختم فرمائیں گے اور اس کو باطل قرار دیں گے۔

(۴)...... حدیث شریف میں بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی، ان سے کوئی کام نہ لیا جائے گا اور مال بہت زیادہ ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیا جائیں گے تو کوئی قبول نہ کرے گا اور ان کے زمانہ میں بغض، کینہ، حسد سب ختم ہو جائے گا۔

باقی آئندہ

چاول کی خرید وفروخت ایک بہترین تجارت ہے
دنیا کا اعلیٰ ترین، خوشبودار، خوش ذائقہ چاول پنجاب میں پیدا ہوتا ہے
خالد مبین
ہر قسم کا چاول مثلاً باسمتی سپر کرنل، باسمتی 385
سیلہ باسمتی سپر کرنل، سیلہ باسمتی 385، ایکسپورٹ کوالٹی
کی خرید وفروخت میں آپ کا اعتماد
فون 0571-513003, 0333-5126313 رہائش

بقیہ: خاتم النبیین

محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ کرام میں بھی حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں، تو کیا خلفاً اور حضرت عمرؓ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو مرزا قادیانی بزعم خود اگر ظلی نبی (خاکم بدہن) ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی اور صحیح نبی نہیں ہوگا، بلکہ محض نقلی نبی ہی ہوگا۔

۴...... حدیث شریف میں ہے: ''السلطان (المسلم) ظل اللہ فی الارض'' کیا سلطان (بادشاہ) خدا بن جاتا ہے یا اس کا وجود خدا کا وجود بن جاتا ہے۔ غرض ظلی و بروزی خالص قادیانی ڈھکوسلے ہیں...... جاری ہے......

تحریر: (مولانا) محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح الفتاح جل جلالہ

الفتاح جل جلالہ: فتح کے معنی کھولنے کے ہیں، کلید یا چابی کو مفتاح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تالا کو کھول دیتی ہے۔ ''الفتاح'' اللہ رب العزت کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے، جس کا معنی کھولنے والا ہے، حکم کرنے والا ہے۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید کی پہلی سورۃ کا نام سورۃ فاتحہ ہے جس کا مطلب فاتحۃ الکتاب ہے۔ اسی طرح موسم بہار کی پہلی بارش کو لغت میں ''فتوح'' کہا جاتا ہے کہ وہ کلیوں کو کھول دیتی ہے۔ الفتاح جل جلالہ ہی بارش برسا کر کلیوں کو کھولنے والا ہے۔

مشکلات و مہمات کو کھولنے والا وہی الفتاح جل جلالہ ہی ہے۔ الفتاح جل جلالہ ہی قبول حق کے لئے دل کو کھول دیتا ہے۔ بصیرت سے اور ایمان کی دولت سے نوازتا ہے۔ الفتاح جل جلالہ ہی انسان کی زبان کی گرہ کھول دیتا ہے۔ الفتاح جل جلالہ ہی انکشاف علوم کے ساتھ بصارت کے پردے کھول دیتا ہے۔

قرآن کریم میں متعدد جگہ فتح و نصرت کا ذکر آیا ہے۔ جہاں کہیں انسانی فتح و کامرانی کا تذکرہ ہے، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی ہے، اس لئے کہ حقیقی مسبب الاسباب وہی الفتاح جل جلالہ ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''انا فتحنا لک فتحا مبینا'' (الفتح)

ترجمہ: ''ہم نے تجھے کھلی اور واضح فتح دی ہے۔''

یہ آیت صلح حدیبیہ کے بارے میں ہے جو بظاہر شکست تھی لیکن حقیقت میں اسلام کی فتح ثابت ہوئی، جسے اللہ رب العزت نے فتح مبین قرار دیا۔ صلح حدیبیہ کا مختصر پس منظر ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ ہجرت کئے چھ سال گزر گئے، ان چھ سالوں میں قریش مکہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ مدینہ کی نئی اسلامی ریاست ختم ہو جائے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی، کئی بار انہوں نے اپنی پوری قوت جمع کر کے مدینہ پر حملے کئے لیکن ان جنگوں میں قریش کو ایسا بھاری نقصان اٹھانا پڑا کہ ان کی کمر ٹوٹ گئی مگر جاہلی عصبیت کی آگ ان کے دلوں میں بھڑک رہی تھی، جب وہ تنہا کچھ نہیں کر سکے تو یہودیوں سے ساز باز شروع کر دی جنگ خندق میں قریش اور یہودیوں کی یہ ساز باز کھل کر سامنے آئی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ مدینہ کے مسلمان دو دشمنوں سے گھر گئے تھے۔ ایک طرف خیبر کے قلعوں میں، یہودی جنگی تیاریاں کر رہے تھے، اور دوسری طرف قریش مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے صلح، مصالحت کی اور قریش کے رویہ نے یہودیوں کے حوصلوں کو اور بلند کر دیا تھا، وہ سمجھتے تھے کہ محمد اور ان کے ساتھی اس دوطرفہ جنگ میں جیت نہیں سکیں گے۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے صلح کا منصوبہ بنایا۔

صلح حدیبیہ کو بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے، جس کا قرآن مجید میں یوں تذکرہ ہے:

ترجمہ: ''جب مسلمان درخت تلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے خدا ان مسلمانوں سے خوش ہوا اور اس نے ان کی دلی عقیدت کو جان لیا اور ان کو اطمینان عطا کیا۔''

آیت کے نزول سے پہلے کا پس منظر مختصراً یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حج و عمرہ کی نیت سے مکہ سے روانہ ہوئے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو اطلاع ملی کہ اہل مکہ اجازت دینا نہیں چاہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر مکہ روانہ فرمایا۔ اہل مکہ نے اگرچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو طواف کعبہ کی اجازت دے دی لیکن محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے آپ نے طواف کعبہ نہ کیا اور زبان حال سے یوں کہا ہو گا کہ:

''اے ظالمو! کعبے کے کعبہ کو تو روک رکھا ہے
میں کعبہ کا طواف کیسے کروں؟''

بہر حال حدیبیہ کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کئے جانے کی خبر ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ان سے انتقام لئے بغیر اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔'' ایک درخت سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور جہاد کے لئے بیعت کی دعوت دی چودہ سو صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ

"دو جنگ میں موت کو فرار پر ترجیح دے گا۔"

اب وہ جنگ کے لئے بڑھنے والے تھے کہ حضرت عثمانؓ کے باخیریت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی۔حضرت عثمانؓ نے بتایا کہ قریش کہتے ہیں کہ اس بار تو نہیں آئندہ سال سے مسلمان حرمت والے دنوں میں حج و عمرہ کے لئے مکہ آسکیں گے۔اس پیغام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہوا کہ قریش بہر حال آمادہ مصالحت تو ہوئے مگر قریش کے کچھ سردار مصالحت کے حق میں نہیں تھے،ان کی شہ پر خالد بن ولید ایک دستہ لے کر مسلمانوں پر چل پڑے مگر معمولی سی جھڑپ کے بعد خالد بن ولید واپس ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاکرات صلح کو جاری رکھنے کے لئے قریش سے کہا کہ اپنا آدمی بھیجیں،مکہ سے سہیل بن عمرو آئے ان سے بات چیت ہوئی اور آخر میں جو معاہدہ تحریر ہوا اس کی شقیں درج ذیل تھیں:

۱:.....فریقین ایک دوسرے سے دس سال (بعض روایات میں دو سال کہا گیا ہے) تک جنگ نہیں کریں گے۔

۲:.....قریش مکہ میں سے جو شخص مسلمان ہو کر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ پہنچ جائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اسے واپس لوٹانا پڑے گا۔

۳:.....مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو کر مکہ میں چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

۴:.....اہل عرب فریقین میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں تو دوسرا فریق اس میں حائل نہیں ہوگا۔

۵:.....مسلمان اس مرتبہ طواف اور زیارت کعبہ کئے بغیر مدینہ واپس لوٹنا ہوگا۔

۶:.....مسلمان آئندہ سال مکہ میں ان شرائط کی پابندی کے ساتھ آسکتے ہیں:

(الف) اسلحہ صرف تلوار ہو اور وہ بھی نیام میں بند ہو۔

(ب) مسلمان تین روز سے زیادہ مکہ میں قیام نہیں کرسکیں گے۔

مسلمان مغموم دلوں کے ساتھ واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے لیکن سال کی زیارت کعبہ سے محرومی کو گوارا کر کے آئندہ سال سے پرامن طریقے پر مکہ میں داخل ہونا ہر لحاظ سے بہتر ثابت ہوا چنانچہ ۷ھ میں مسلمان بڑی شان و شوکت سے مکہ آئے،دو ہزار افراد،سو گھوڑوں اور قربانی کے ساتھ ۶۰ اونٹوں کا قافلہ مکہ کی گلیوں سے گزر رہا تھا تو مرد و عورت بچے مسلمانوں کی صورتیں دیکھنے کے لئے امڈے چلے آئے تھے۔حضرت عبداللہ بن رواحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ تھامے ہوئے تھے اور گیت پڑھ رہے تھے جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

"اس کا نام لے کر ہم داخل ہوتے ہیں جس کے دین کے سوا کوئی دین نہیں اس کا نام لے کر داخل ہوئے ہیں جو محمد اللہ کے رسول ہیں،اے اولاد کفار! اس کے راستے سے ہٹ جاؤ،الرحمن نے اپنی نازل کردہ کتاب میں یہ تعلیم دی ہے کہ بہترین جنگ وہ ہے جو اس کی راہ میں لڑی جائے۔"

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم! کیا دل آویز منظر ہوگا اس حقیقی فتح مبین کا!!

شب معراج میں رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ رب العزت نے آسمانوں کے دروازے "کھول" دیئے فرمایا:

ترجمہ: "ہم نے ان پر آسمانوں کے دروازے کھول دیئے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر بلایا،آسمانوں کی سیر کرائی،بیت اللہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کرایا اور اپنے بے شمار نظائر قدرت کا مشاہدہ کرایا،رجب کی ستائیسویں شب پیر کی رات رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر معراج کا وہ مرصع تاج رکھا گیا،جس نے تاریخ انسانی میں انبیاء کرام سمیت اب تک کسی کا سر مزین نہیں ہوا تھا۔اس رات میں آپؐ نے بارگاہ الٰہی میں حاضری اور ہمکلامی سمیت ساتوں آسمانوں کی سیر کی،عجائب قدرت اور حقائق الٰہیہ کا بچشم خود مشاہدہ فرمایا،اس سفر کی ابتداء سے انتہا اور پھر اس کے اثرات اس طرح رونما ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں اپنی چچازاد بہن ام ہانی کے گھر پر محو استراحت تھے، مکان کی چھت شق ہوئی،حضرت جبرائیل علیہ السلام وارد ہوئے اور آپ کو اٹھایا،نیم بیداری کی حالت میں مسجد حرام میں حطیم خانہ کعبہ کے بالکل متصل زمزم کے کنویں کے قریب آپ کو لٹایا گیا،اب آپ مکمل طور پر بیداری کی حالت میں مشاہدہ فرما رہے تھے۔آپ کا سینہ مبارک حلق کے گڑھے سے لے کر ناف تک چاک کر کے آپ کا قلب مبارک نکال کر سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا گیا،جس میں ایمان و حکمت اور نور نبوت قلب میں بھر کر قلب مبارک کو اصل جگہ پہ رکھ دیا گیا،ایک برق رفتار جانور جس کو "براق" کہا جاتا ہے پر سوار کر کے جبرائیل امین اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں براق پر سوار ہوئے،ایک ایسی زمین سے گزر ہوا جہاں کھجور کے درخت بکثرت تھے،آپؐ نے دو رکعت نماز نفل پڑھی اور جبرائیل امینؑ نے بتایا کہ یہ مدینہ کی سرزمین ہے،جہاں کی طرف آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔

ان دونوں سواروں کی اگلی منزل طور سینا تھی۔ یہاں بھی آپ نے شجر طور کے پاس دو رکعت نماز نفل پڑھی،جبرائیل امینؑ نے بتلایا کہ یہ وہ مقام ہے کہ

جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوئے۔ محمدؐ و جبرائیل امین کی تیسری منازل ''بیت اللحم'' تھی یہاں بھی آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھی، جبرائیل امین نے بتلایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ ماہ رجب کی ستائیسویں شب اور پیر کی تاریک رات نے بیت المقدس کو اپنی آغوش میں لے رکھا تھا، لوگ خواب غفلت میں مدہوش تھے۔ شہر کی گہما گہمی تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی چاروں طرف سناٹا طاری تھا، لیکن مسجد اقصیٰ کے اندرونی و بیرونی حصے نہایت خوبصورت اور پروقار چہرے والے بزرگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ سب بزرگ صفیں باندھے کسی کے انتظار میں تھے۔ اسی اثنا میں فضا کی تاریکی سے ایک عجیب وغریب سواری اترتی ہوئی نظر آتی ہے جس پر منور صورتوں والے دو سوار موجود ہیں۔ محمدؐ و جبرائیل امین سواری سے اتر کر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے، نمازیوں کی صفیں آراستہ تھیں البتہ امام کی جگہ خالی تھی لوگ منتظر ہیں کہ امام آگے بڑھے اور نماز شروع ہو۔ اتنے میں براق پر آنے والے دو سواروں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایئے۔'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاً ہیں، ابتدائے آفرینش سے لیکر اب تک مبعوث ہونے والے تمام انبیاً مقتدی ہیں، بیت المقدس مسجد اقصیٰ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انبیاً کرام کا اجتماع اس سرزمین پر ہوا اور یہاں وہ نماز پڑھی گئی جو ازل سے ابد تک امام اور مقتدی کے لحاظ سے اپنی نوعیت کی سب سے انوکھی نماز ہے۔ نماز کے بعد امام الانبیاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاً سے ملاقات کی تمام انبیاً نے اپنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ انبیاً علیہم السلام کے اس مجمع سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو آتش نمرود سے نجات دی اور اس کو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنایا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے کلام کیا، مجھ کو برگزیدہ بنایا، مجھ پر تورات نازل کی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی۔''

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے زبور کا علم نصیب کیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو اور پرندوں کو مسخر فرمادیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا جو چیز میں چاہتا تھا وہ بناتے تھے اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا، اور میرے لئے شیاطین اور انسان اور جن کے لشکروں کو مسخر کیا اور مجھ کو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لئے شایان شان نہ ہوگی۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''تمام محامد اس خدائے بزرگ وبرتر کے لئے کہ جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا (یعنی بغیر باپ کے پیدا کیا) اور مجھ کو حکمت، تورات اور انجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھ کو بنایا کہ میں بحکم الٰہی مادر زاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا، اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھ کو پاک کیا اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی۔''

پھر آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمت للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر امر کا بیان ہے اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہے (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہے۔ (یعنی زمانہ میں)۔''

جب آپ اور جبرائیل امین مسجد سے باہر نکلے تو جبرائیل نے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا آپ کے سامنے رکھا آپ نے دودھ والے پیالے کو منتخب کیا، جبرائیل امین نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ مسجد اقصیٰ سے نکلنے کے بعد جنت الفردوس سے ایک سیڑھی (معراج) لائی گئی اس سیڑھی کے ذریعہ آپ پہلے آسمان پر پہنچے پھر وہ سیڑھی آسمان پر رکھی گئی تو آپ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس طرح درجہ بدرجہ ساتویں آسمان پر۔ پہلے آسمان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب کچھ صورتیں تھیں جنہیں دیکھتے تو مسکراتے اور بائیں جانب بھی کچھ صورتیں تھیں جنہیں دیکھتے تو روتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ دائیں جانب والی صورتیں جنتیوں کی ہیں اور بائیں جانب والی دوزخیوں کی ہیں۔ معراج (سیڑھی) کے ذریعہ آپ دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں آپ کا استقبال حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے کیا۔ تیسرے آسمان پر آپ کا استقبال حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا۔ چوتھے آسمان پر

آپ کا استقبال حضرت ادریس علیہ السلام نے کیا۔ پانچویں آسمان پر آپ کا استقبال حضرت ہارون علیہ السلام نے کیا۔ چھٹے آسمان پر آپ کا استقبال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا۔ ساتویں آسمان پر آپ کا استقبال ایک ایسی شخصیت نے کیا جو شکل وصورت میں آپ سے بہت مشابہ تھی تعارف پر معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ساتویں آسمان پر ایک عظیم الشان محل دیکھا جسے "بیت المعمور" کہا جاتا ہے یہ فرشتوں کا کعبہ ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور قیامت تک کسی فرشتہ کو دوبارہ طواف کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ ان مراحل سے گزر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ پہنچے جہاں تمام مخلوق کا علم ختم ہو جاتا ہے وہ جگہ خالق اور اس کی تمام مخلوقات کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے، اس جگہ کو "سدرۃ المنتہیٰ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس حد سے آگے کیا ہے؟ اس کا علم کسی نبی یا فرشتے کو بھی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ جل شانہ خود ہی کسی کو اپنی مرضی سے اس کا کچھ علم دے دیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے چار نہریں نکل رہی ہیں، دو نہریں ظاہری دو باطنی، باطنی نہریں "تسنیم" اور "سلسبیل" ہیں جو جنت میں گرتی ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں جو زمین میں گرتی ہیں۔ اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی دیکھا کہ کچھ سنہری پروں والے ننھے ننھے پرندے اڑتے ہوئے آتے ہیں اور پروانہ وار سدرہ پر نثار ہو رہے ہیں، یہ منظر اپنی خوبصورتی اور دلکشی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ وہ جگہ ہے جہاں حضرت جبرائیل کے بھی پر جلنے لگتے ہیں۔ جبرائیل امین بے بس کھڑے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی بہت آگے جانا ہے مگر راہبر تو ایک انچ بھی آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ جبرائیل امین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ ہے میرا مقام یہی ہے جس سے آگے میں نہیں جا سکتا۔" اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے یہ وہ جگہ ہے جہاں کسی کے تصور نے بھی قدم نہیں رکھا اس کے آگے جو کچھ ہوا اس کا بجز اپنی محبوب کبریا اور خالق دو جہاں ہی کو معلوم ہے۔ ایک بلند اور ہموار سطح پر پہنچے تو سامنے بارگاہ جلال الٰہی تھی ہمکلامی کا شرف بخشا گیا اور جو کچھ ارشادات ہوئے ان میں سے چند یہ ہیں:

☆..... ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

☆..... سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں۔

☆..... شرک کے سوا دوسرے سب گناہوں کی بخشش کا امکان ظاہر کیا گیا۔

☆..... ارشاد ہوا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کے حق میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور جب اس پر عمل کر لیتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے مگر جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔ جب آپ بارگاہ الٰہی سے واپس لوٹے تو حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے تجربہ کا حوالہ دیتے ہوئے نمازوں کی تعداد کم کروانے کی درخواست کی اور اس طرح تدریجاً بالآخر پانچ نمازیں یومیہ فرض ہوئیں۔ پھر آپ معراج کے ذریعہ بیت المقدس تشریف لائے، مسجد اقصیٰ میں پھر سے تمام انبیاء کرام موجود ہیں۔ صفیں آراستہ ہیں آپ نے ان کو نماز پڑھائی جو غالباً فجر کی نماز تھی۔ پھر براق پر سوار ہو کر آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اس سفر معراج میں آپ نے عجائب قدرت کا مشاہدہ کیا کچھ واقعات آسمان پر جانے سے قبل کے اور بعض بعد کے ہیں اور بعض واقعات کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ جن کو بخوف طوالت بیان ذکر نہیں کیا جا رہا۔

معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفتاح جل جلالہ نے آسمانوں کو کھول دینے کا ذکر فرمایا سو ہم نے مختصراً لکھ دیا ہے۔ اس سفر میں واقعات حقائق، شرف ہمکلامی اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کے بعد پھر آپ اپنے مقام شعب ابی طالب میں ام ہانی کے گھر پر تشریف لے آئے اور اس سفر کی پوری کی پوری روئیداد ام ہانی کو سنادی جسے سن کر مارے حیرت کے ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ حضور نے گھر سے باہر نکلنے کے لئے قدم بڑھایا تو ام ہانی نے آپ کی چادر پکڑ لی اور کہا: "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے واسطے یہ قصہ لوگوں کو مت سنائیے گا ورنہ انہیں مذاق اڑانے کے لئے ایک شوشہ ہاتھ آجائے گا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں واقعہ ضرور بیان کروں گا اور باہر تشریف لے گئے۔ صبح کا وقت تھا دھوپ ابھی خاصی نکل چکی تھی حرم کعبہ میں کفار قریش کی محفل لگی ہوئی تھی امیر محفل ابوجہل بھی موجود تھا اور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آتا ہوا دیکھ کر اس نے دل لگی کے سے انداز میں کہا یا محمد کوئی تازہ خبر سناؤ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی مکمل روئیداد سنادی پھر کیا تھا ابوجہل کے ہاتھ میں ایک شوشہ آگیا اور اس نے کفار تو کیا کمزور قسم کے مسلمان کو گمراہ کرنے کے لئے تحریک شروع کر دی۔ ابوجہل کی سرکردگی میں کفار اور کمزور قسم کے مسلمانوں کا ایک گروہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا یہ امید لے کر کہ اس حیرت انگیز واقعہ کا انکار ابوبکر صدیق نے کر دیا تو پھر محمد کی کمر بھی ٹوٹ جائے گی (نعوذ باللہ) اور اس طرح اسلام کی یہ تحریک دم توڑ دے گی۔ گروہ کے ایک شخص نے کہا کہ اے ابوبکر تم نے سنا کہ تمہارے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں: مجھے آج رات بیت المقدس اور تمام آسمانوں کی سیر کرائی

گئی۔ابو بکرؓ نے دریافت کیا تم اپنی طرف سے یہ بات کہہ رہے ہو یا انہوں نے خود اپنی زبان سے کہی ہے؟ سب نے جواب دیا کہ یہ بات انہوں نے خود کہی ہے۔ابوبکرؓ نے جواب دیا اگر انہوں نے یہ واقعہ خود بیان کیا تو ضرور سچ ہے اس میں تعجب کی کونسی بات ہے؟ میں تو ہر روز سنتا ہوں کہ ان کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔اس تصدیق پر حضرت ابو بکرؓ کو بارگاہ رسالت سے "صدیق" کا لقب عطا کیا گیا۔

یہ بھی "فتحنا علیھم ابواب السماء" کی مختصر تشریح:

کہاں بلندیٔ طور اور کہاں تیری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمین و آسمان بھی ہموار

بقول علامہ اقبال:

عروج خاکی سے یہ انجم سہمے جاتے ہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اگر انسان بفضل رب ذوالجلال والاکرام سینہ ارض کو چاک کر کے خزینوں اور دفینوں کو نکال کر اپنے کام میں لا سکتا ہے۔ اگر انسان، دریاؤں اور سمندروں کو مسخر کر سکتا ہے، اگر انسان ہوا کو مسخر کر کے فضا کی بلندیوں کو عبور کر سکتا ہے اور لوہے کی پرواز سے فضا کا سینہ چیر سکتا ہے تو یہ کون سی ناممکن بات ہے کہ خلاصہ کائنات محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں خود رب العالمین آسمان کی سیر کرائے اور آن کی آن میں آخرت کے رموز و اسرار کا مشاہدہ کرا دے؟

اگر اللہ رب العزت ابوالبشر کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر سکتا ہے تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمع روح و جسد عنصری معراج پر رب العالمین بلالے!!

اور یہ کونسی عجیب بات ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بمع جسد عنصری آسمانوں میں زندہ رکھے اور قرب قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے نازل فرمادے!!

اگر انسان کے لئے اللہ رب العزت ارض و سما کی وسعتوں کو سمیٹ دے، جسے پیشاب کے ایک قطرے سے پیدا کیا گیا ہے تو پھر وہی انسان اللہ تعالیٰ کی عجائبات کے ناپید کنار سمندر کو عقل سے ہی کیوں ناپتا ہے؟ اور جو بات عقل میں نہ آئے اس کا کیوں انکار کرتا ہے؟

الفتاح جل جلالہ کا ایک معنی یہ بھی ہے: مخلوق میں حکم نافذ کرنے اور فیصلہ کرنے والا، فتح سے ماخوذ ہے جس کے معنی فیصلہ کے ہیں، یا وہ ذات جو اپنے بندوں پر رحمت، برکت کے خزانے کھولنے والی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کرے گا، پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا ہے، بڑا علم والا ہے۔" (سورہ سبا:۲۶)

زمانہ ماضی بعید میں یا ماضی قریب کے گزرے ہیں یا زمانہ حال میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں اس دنیا میں ان کے اچھے اور برے اعمال کا پورا پورا بدلہ نہیں ملتا۔ عصر حاضر میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو معاشرہ کی چیرہ دستیوں سے تنگ ہیں جن کے شب و روز انتہائی عسرت و تنگدستی میں گزرتے ہیں دن بھر مشقت کرنے والے نان شبینہ کے بھی محتاج ہیں لیکن متقی اور پرہیزگار ہیں تو ان کی محنت و مشقت کا بدلہ دینے میں اگر معاشرہ کے دیگر انسان عدل و انصاف سے کام نہیں لے رہے تو انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کے لئے "آخرت" رکھی ہے، ایک ایسا دن آنے والا ہے جس دن حساب و کتاب ہوگا۔ اعمال تولے جائیں گے، ہر نیک و بد سے سوال ہوگا، نیکوں کے اعمال دائیں ہاتھ میں اور برے لوگوں کے اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، پھر ایک پل جس کو پل صراط کہا جاتا ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی دوزخ کے اوپر رکھی جائے گی، اس پر سے سب کو گزرنے کا حکم ہوگا جو نیک لوگ ہوں گے، وہ اس پر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جو بد ہوں گے وہ اس پر سے گزر کر دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے:

اے لوگو! تم جنت الفردوس کو مانگو، جنت کے درختوں کا تنا سونے کا ہوگا اور جنتیوں کا چہرہ تیز روشنی والے تارے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور خدمت کے لئے حور و غلمان دیئے جائیں گے، حوریں اس قدر خوبصورت ہوں گی کہ اگر دنیا میں ان کے دوپٹہ کا پلو ذرا بھی ظاہر ہو تو آفتاب و ماہتاب ماند پڑ جائیں، جنتی جس قسم کا کھانا چاہے گا فوراً مل جائے گا، قسم قسم کے میوے ہوں گے، وہاں نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی، بلکہ ایک ڈکار آئے گی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔ کہاں تک جنت کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

المختصر یہ کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر سے سیرابی کیا خوب منظر ہوگا، کیا پر لطف جام کوثر ہوگا! اللہ تعالیٰ سب کو عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆ ...... ☆☆

تحریر: زاہد منیر

مجاہد ختم نبوت

مولانا تاج محمودؒ اس مادی دور میں صدق وصفا اور اخلاص ووفا کی تصویر تھے ان کی تمام زندگی اخلاص کے ساتھ اپنے مشن کی خاطر جدوجہد کرتے گزری ان کی شخصیت میں ایک عجیب حسن اور دلکشی تھی جس کا احساس ان کے مخاطب اور ہم جلیس کو فوراً ہو جایا کرتا تھا۔ شیریں گفتار کا یہ عالم تھا کہ آدمی اگر ایک بار ان کی مجلس میں بیٹھ جاتا تو پھر اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا کیا اپنے کیا پرائے سبھی مولاناؒ کی دلکش شخصیت اور دلکش ترین گفتگو سے یکساں فائدہ اٹھاتے تھے مولاناؒ کا پیرایہ بیان کچھ اس طرح کا تھا کہ ان سے ملنے والا شخص خود کو مولاناؒ کا قریب ترین عزیز سمجھتا اور اگر کسی محفل میں درجنوں افراد بھی بیٹھے ہوتے تو ہر شخص مولاناؒ کو سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ وملتفت پاتا تھا اس لئے یہ کہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ انہیں اپنے احباب یا نیازمندوں میں سب سے زیادہ انس تھا کیونکہ ان کا ہر شخص سے تعلق منفرد اور زیادہ سے زیادہ اخلاص ومحبت پر مشتمل تھا۔ مولاناؒ کی مجلس علمی، ادبی، سماجی اور دیگر عصری مسائل پر مباحث اور لطائف کا ایک ایسا گہوارہ تھی جیسے کسی گلدستہ میں طرح طرح کے خوشنما پھولوں کو سجا دیا گیا ہو۔

مولانا تاج محمودؒ کے آباؤ اجداد دریائے سواں ضلع راولپنڈی کے کنارے واقع ایک گاؤں میں آباد تھے۔ سواں سے لے کر سون سکیسر کی پہاڑیوں تک سطح مرتفع کی قسم کے اس علاقہ میں اعوان قوم آباد ہے۔ مولاناؒ کے خاندان کا تعلق بھی اسی اعوان قوم سے تھا۔ اس علاقہ کے بالائی حصہ کو اعوان کاری اور پوٹھوہار بھی کہا جاتا ہے کسی زمانہ میں کسی بیرونی حملہ آور یا اندرون ملک کی طوائف الملوکی اور خانہ جنگی کے ڈر سے یہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر کوہ گنگر ضلع ہزارہ جا پہنچے۔ یہ سلسلہ کوہ تربیلا اور ہری پور کے درمیان دریائے سندھ کے کنارے کنارے پکھلی تک آیا ہوا ہے اس سرسبز پہاڑی میں یہ لوگ اپنے مویشی چرا کر گزر بسر کرتے رہے بعد ازاں جب کچھ امن قائم ہوا تو یہ لوگ دو گروہوں کی شکل میں وہاں سے منتقل ہوئے اور ان میں سے ایک گروہ نے "بسوٹے" نامی جگہ کو اپنا مسکن بنالیا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہاں سے قریب ایک جاگل نامی گاؤں میں کچھ زمینیں وغیرہ خرید کر آباد ہو گئے اور اس طرح یہ پوٹھوہاری لوگ ہزاروی ہو گئے۔ مولاناؒ کے خاندان کو اب بھی اس علاقہ میں پوٹھوہاری اعوان کہا جاتا ہے۔

وہ بزرگ کون تھے جو دریائے سواں سے اٹھ کر ہزارہ میں جا کر آباد ہوئے؟ معلوم نہیں ہو سکا البتہ مولاناؒ کی چوتھی پشت کے بڑے بزرگ کا نام سیف اللہ خان تھا اور یہ نام ضلع راولپنڈی یا پوٹھوہار کے علاقہ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ پختون علاقہ کا نام ہے۔ ہری پور ہزارہ کے گردونواح کی زبان ہندکو ہے لیکن ہری پور سے چند میل مغرب میں واقع کوہ گنگر کے اوپر آباد لوگوں کی زبان پشتو ہے، اس لحاظ سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مولاناؒ کے جد امجد سیف اللہ خان کی پیدائش اس زمانہ کی ہے جب یہ خاندان کوہ گنگر پر آباد تھا۔

سیف اللہ خان کے ہاں دو بیٹے مہر محمد اور خیر محمد پیدا ہوئے خیر محمد شہید فی سبیل اللہ مجاہد حریت، حضرت سید احمد شہیدؒ کے مجاہدین میں شامل تھے سکھوں کے دور حکومت میں خیر محمد حضرت سید احمد بریلویؒ کی افواج کے ساتھ زرہ بند ہو کر اور تلوار، نیزہ سے لیس ہو کر رات کے وقت اپنے گاؤں سے نکل جاتے اور تین تین مہینے تک جہاد اور اس کی تیاریوں میں مصروف رہنے کے بعد چند دنوں کے لئے گھر آیا کرتے تھے، اہل خانہ صرف اتنا جانتے تھے کہ وہ سکھوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں ان کے قیام اور مقام کے بارے میں جملہ تفصیلات صیغہ راز میں رہتی تھیں، خیر محمد کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام فیض اللہ خان رکھا گیا فیض اللہ خان کے ہاں دو بیٹے تولد ہوئے جن میں سے ایک کا نام محمد حبیب اللہ اور دوسرے کا نام مرید احمد رکھا گیا، مرید احمد اولاد کی نعمت سے محروم اس دنیا سے چل بسے جبکہ مولانا محمد حبیب کے ہاں چار بیٹے اور ۳ بیٹیاں تولد ہوئیں۔ مولانا تاج محمود ۵/ جنوری ۱۹۱۷ء کو مولانا محمد حبیب کے ہاں ہزارہ میں پیدا ہوئے۔

مولانا تاج محمودؒ کے اپنے بیان کے مطابق اس وقت ان کی عمر چھ ماہ تھی جب مولانا محمد حبیب (مولانا تاج محمود کے والد گرامی) اپنے خاندان کے ہمراہ ہزارہ سے ہجرت کر کے چنیوٹ کے ایک گاؤں ۱۳۸ ج۔ب موسومہ نولاں میں منتقل ہو گئے مولانا کی تاریخ پیدائش ۵/ جنوری ۱۹۱۷ء ہے اس لحاظ سے یہ واقعہ جولائی ۱۹۱۷ء کا ہے۔

۱۹۱۷ء سے ۱۹۳۷ء تک مولانا اپنے والدین کے ہمراہ چنیوٹ میں رہے اور ۱۹۳۷ء میں لائلپور آ گئے جہاں پہلے دارالعلوم فتح دین کاٹن ملز کے علاقہ میں رہنے کے بعد ریلوے کالونی فیصل آباد کی مسجد سے متصل رہائش اختیار کر لی اور پھر تادم واپسیں یہیں مقیم رہے۔

مولانا تاج محمود کے والد انہیں دینی ودنیاوی علوم سے بہرہ ور کرنا چاہتے تھے، اس مقصد کے لئے انہوں نے چنیوٹ آنے کے بعد مولانا کو ایک مقامی اسکول میں داخل کرادیا...... جہاں سے مولانا نے فارسی اور زراعت کے مضامین کے ساتھ ۱۹۲۲ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا بعد ازاں مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی سے فارسی پڑھی، ملا جامی کی یوسف زلیخا اور اس کے بعد کی

کتابیں مولانا محمد یار مرحوم نے پڑھا میں جو چک ۱۴۰ ج۔ب میں مقیم تھے۔

اس کے بعد مولانا کو پٹواری بننے کا شوق چرایا اور پٹوار کا کورس مکمل کیا لیکن اسی دوران مولانا کے برادر اصغر محمد اشرف قضائے الٰہی سے وفات پا گئے اس صدمہ کا مولانا کی طبیعت پر گہرا اثر ہوا تمام شوخیاں اور دلچسپیاں ختم ہو گئیں اور پٹوار کا کورس مکمل کر لینے کے باوجود چھوڑ دیا اور مولانا اپنے آبائی گاؤں میلم (ہزارہ آ گئے) اور کھیتی باڑی شروع کر دی، اس کام نے مولانا کا دل بہلا دیا اور مولانا غم حیات کو پیوند زمین کر کے اوپر ہل چلانے لگے۔

پھر ایک دن مولانا محمد حبیب مولانؒا کو اپنے پیر و مرشد حضرت باغدرہ شریفؒ کی خدمت میں لے گئے تو انہوں نے مولانا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خاص مقاصد کی تکمیل کے لئے پیدا کیا تھا لیکن آپ خواص کی صف سے نکل کر عوام کی صف میں آنا چاہ رہے ہیں یہ بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔

ایک قلندر کی یہ بات اثر کر گئی اور مولانا اسی دن کھیتی باڑی کے تمام سلسلے ترک کر کے واپس چنیوٹ آ گئے جہاں لائلپور میں داخل کروا دیا اور یہاں انہیں حضرت مفتی محمد یونس مراد آبادی جیسا فاضل استاد میسر آیا، دارالعلوم فتح دین سے مولانا نے شعبان ۱۳۵۷ھ میں سند فراغ حاصل کی۔

مولانؒا ابھی طالبعلم تھے کہ مفتی یونس صاحب نے ریلوے کالونی لائلپور (فیصل آباد) کی مسجد (جو اس وقت تھڑے کی شکل میں تھی) کی امامت کے فرائض آپ کو سونپ دیئے اس کے علاوہ مولانا نے ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔

مولانؒا نے امامت کا آغاز تو ۱۹۳۹ء میں ہی کر دیا تھا جب ریلوے کالونی لائلپور کے نمازیوں کی فرمائش پر مفتی محمد یونس صاحب نے وہاں کی مسجد کی امامت کے لئے آپکو مقرر کیا تھا مگر مولانا کی درس و تدریس کا آغاز ۱۹۴۸ء سے ہوتا ہے جب آپ نے مدرسہ کی تعلیم سے فراغت کے بعد لائلپور کاٹن ملز کی مسجد میں قرآن پاک کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بعد ازاں ۱۹۵۲ء میں مولانا نے ایم بی ہائی اسکول فیصل آباد میں اسلامیات کے ٹیچر کی حیثیت سے پڑھانا شروع کر دیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران جب آپ گرفتار ہوئے تو اس وقت آپ ایم بی ہائی اسکول کے ٹیچر تھے اور تحریک کی سرگرمیوں کی وجہ سے ان دنوں اسکول سے ایک ماہ کی چھٹی پر تھے۔

۱۹۵۴ء میں جب ایک برس کی قید کاٹنے کے بعد رہا ہوئے تو اس رہائی کے بعد مولانا نے اپنی زندگی کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا کیونکہ اس تحریک میں مولانا کا سارا گھر لٹ چکا تھا اور اہل خانہ فاقوں سے دوچار تھے۔ چنانچہ آپ نے منشی فاضل ایم اے اردو اور فارسی وغیرہ کے امتحانات کی تیاری کرانے کے لئے ایک پرائیویٹ ادارہ اردو فارسی کالج کے نام سے جاری کیا، مولانا اس ادارہ کے پرنسپل تھے اور یہاں بڑے بڑے نامور لوگ پڑھتے اور پڑھاتے رہے...... اردو فارسی کالج میں تدریس کا یہ سلسلہ ۱۹۶۷ء تک جاری رہا۔

مولانا تاج محمودؒ نے ایک تحریکی اور انقلابی زندگی گزاری انہوں نے اپنے دور میں اٹھنے والی ہر اس تحریک میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ بعض اوقات اس کے روح رواں بھی رہے جس کا مقصد ناموس رسالتؐ کا تحفظ، جبر و استبداد سے خلاصی یا اعلیٰ مذہبی و ملی اقدار کا احیا تھا۔

چونکہ مولانا کی شعوری زندگی کا آغاز بھی تحریکی ماحول میں ہوا تھا اس لئے بھی متحرک زندگی ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی۔ مولانا نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت برصغیر پر انگریز حکمران تھے، بحیثیت مجموعی ہماری قومی آزادی سلب ہو چکی تھی، ہماری تمام شرعی و ملی اقدار کو مٹانے کی ہر ممکن سعی کی جارہی تھی، غرضیکہ ہمیں ہر لحاظ سے پسماندہ رکھے جانے کی کوششیں کی جارہی تھیں، ان حالات میں مسلمان اپنے وجود کی بقا اور اپنے نظریاتی تحفظ کے لئے ایک آزاد وطن کے حصول کی جنگ لڑ رہے تھے۔ مولانا نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو اس جدوجہد میں شامل کر دیا اور انہوں نے اپنے وقت کے سب سے بڑے خطیب اور سیاسی و مذہبی رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ایک تقریر سے متاثر ہو کر آزادی کے حصول کی جدوجہد کے لئے شاہ صاحب کی جماعت مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم کا انتخاب کیا۔ قیام پاکستان تک ان کی سرگرمیاں حصول آزادی کے لئے وقف رہیں اور جب پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا تو وہ سو سال کی ملی جدوجہد کے بعد حاصل ہونے والے اس ملک کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد ان مجاہدانہ سرگرمیوں کا پہلا ہدف قادیانی بنے یہ ایک ایسا گروہ تھا جس کے نزدیک حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین جو کہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے نور ہدایت ہے نعوذ باللہ نامکمل اور ناقص تھا اور پاکستان کو دوبارہ ہندوستان میں ضم کر دینے کی کوشش کرنا جس کا مذہبی عقیدہ و فریضہ ہے۔ یہی وجوہ تھیں جن کی بنا پر مولانا تاج محمودؒ نے دیگر اکابر کی طرح پہلے دن سے ہی اس فتنہ کے تعاقب و احتساب کو اپنا مشن اور مقصد حیات بنالیا۔

۱۹۵۳ء میں جب ایک مخصوص پس منظر کے تحت ملک میں تحفظ ختم نبوت کی تحریک کا آغاز ہوا تو مولانا تاج محمودؒ نے اپنی تمام تر توانائیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اس میں حصہ لیا، ان دنوں وہ ایم بی ہائی اسکول لائلپور (اب فیصل آباد) میں اسلامیات کے ٹیچر تھے مگر انہوں نے اسکول سے چھٹیاں لے کر تمام تر توجہات کو تحریک کی طرف مرکوز کر دیا اور اپنی شب و روز کی جدوجہد اور اخلاص کی بنا پر لائلپور کو تحریک کا ایک بڑا مرکز بنا دیا، یہاں پر احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور گرفتاریوں کا عمل تیزی سے جاری ہو گیا مولانا نے

کچہری بازار کی جامع مسجد کو تحریک کا بڑا مرکز بنادیا، جہاں پر ظہر کی نماز کے بعد روزانہ احتجاجی جلسہ منعقد ہوتا اور گرفتاریاں پیش کی جاتیں، جوں جوں تحریک زور پکڑتی گئی تمام رہنما جیلوں میں پہنچتے گئے مگر مقامی ایکشن کمیٹی کا فیصلہ تھا کہ جیسے بھی ہو مولانا تاج محمودؒ کو گرفتاری سے بچایا جائے تاکہ وہ تحریک کی رہنمائی اور قیادت جاری رکھ سکیں، چنانچہ پولیس نے مولانا کی گرفتاری کے لئے کوششیں شروع کیں تو مولانا ہر موقع پر پولیس کو جل دینے میں کامیاب ہوجاتے، جہاں کہیں جلسہ ہوتا مولانا وقت مقررہ پر اچانک نمودار ہوتے اور مجمع سے ولولہ انگیز خطاب کرنے کے فوراً بعد پولیس اور عوام کی نظروں سے اوجھل ہوجاتے۔ یہ آنکھ مچولی کئی دن تک جاری رہی اور اس تمام عرصہ میں مولانا ہی کی وہ واحد شخصیت تھی جس نے پورے فیصل آباد کو کنٹرول کیا۔ یہی وہ تحریک تھی جس میں مولانا کی خوبیاں اور قائدانہ صلاحیتیں کھل کر عوام و خواص کے سامنے آئیں۔

بالآخر ایک دن پولیس اس جگہ پر چھاپہ مارنے میں کامیاب ہوگئی جہاں مولانا چھپے ہوئے تھے۔ اور مولانا کو وہاں سے گرفتار کرکے شاہی قلعہ لاہور پہنچادیا گیا۔

اس تحریک کے دوران مولانا کو بے پناہ نقصانات اٹھانا پڑے ان کے گھر کا تمام اثاثہ پولیس نے ضبط کرلیا، اہل خانہ کا ذریعہ معاش مولانا کی ملازمت تھی جو گرفتاری سے وہ بھی جاتی رہی، نتیجتاً نوبت فاقوں تک جا پہنچی مولانا کے اہل خانہ نے وہ ایک برس جس میں مولانا جیلوں میں رہے بڑی عسرت اور تنگدستی بلکہ فاقہ کشی میں بسر کیا، لیکن جب مولانا ایک سال بعد رہا ہوکر واپس آئے تو ان میں ایک نیا عزم اور حوصلہ تھا اور اس تلخ تجربے کے بعد بھی ان کے جذبات میں کوئی کمی نہ آئی تھی، انہوں نے زندگی کی عمارت کو از سر نو تعمیر کرکے اپنی جدوجہد کو پھر سے شروع کردیا اور تادم آخر اسی مشن سے منسلک رہے۔

۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو مولانا تاج محمودؒ پہلے شخص تھے جنہیں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلباً کو مرزائیوں کے غنڈہ عناصر کی طرف سے شدید زدوکوب کئے جانے کی اطلاع ملی، اس واقعہ کا علم ہوتے ہی مولانا مختلف مقامات پر اس واقعہ کی اطلاع کرنے کے فوراً بعد ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پہنچ گئے، جہاں پر ربوہ سے وہ گاڑی آرہی تھی جس میں زخمی طلباً سوار تھے مولانا کی دی ہوئی اطلاعات سے دیکھتے ہی دیکھتے سارا شہر ریلوے اسٹیشن پر امڈ آیا، زخمی طلباً کی حالت دیکھ کر مجمع بے قابو ہونے لگا تو مولانا نے کمال تدبر کے ساتھ ایک دیوار پر کھڑے ہوکر اس مجمع سے خطاب کیا اور مرزائیوں سے ان طلباً کے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب لینے کا عہد کا اعلان کرتے ہوئے اسی دن شام کو ایک مقامی ہوٹل میں پریس کانفرنس کا فیصلہ کیا، بعدازاں مولانا نے شہر بھر کے ارباب حل وعقد کو اکٹھا کرکے اگلے روز فیصل آباد میں مکمل ہڑتال اور احتجاجی جلسہ عام کا اعلان کردیا۔ چنانچہ ۳۰/مئی کو فیصل آباد کی تاریخ میں وہ یادگار اور بے مثال ہڑتال ہوئی، جس سے ۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ادھر مولانا کی اطلاع پر شورش کاشمیری نے لاہور میں ۳۰/مئی کو علماً کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد کیا جس میں مولانا نے علماً کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اس مرتبہ تحریک کا رخ حکومت کی طرف کرنے کے بجائے قادیانیوں کی طرف کردیا جائے جسے علماً نے تسلیم کرلیا اور بعد میں اسی تجویز پر عمل ہوا۔ اسی نوعیت کا ایک اجلاس راولپنڈی میں بھی ہوا، اس طرح ملک گیر احتجاج کا سلسلہ چل نکلا اسی احتجاج سے متاثر ہوکر اس وقت کی حکومت پنجاب نے ۳۱/مئی کو لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر کے ایم اے صمدانی کی قیادت میں ایک تحقیقاتی عدالتی کمیشن قائم کیا جسے جلد از جلد واقعہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ادھر مولانا تاج محمودؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ (جو اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے) نے باہمی طور پر یہ طے کرلیا کہ واقعہ ربوہ سے مسلمانوں میں پیدا ہونے والی بے چینی کو اس طرح منظم کیا جائے کہ صرف واقعہ ربوہ کے ملزمان کی گرفتاری ہی نہ ہو بلکہ مسلمانان پاکستان کا یہ دیرینہ مطالبہ کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے بھی تسلیم کرلیا جائے۔

۳۱/مئی کو مولانا تاج محمودؒ کی دعوت و تحریک پر تمام دینی اور قومی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کردیا کہ اب ہم مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر ہی دم لیں گے۔

اس کے بعد تمام دینی و سیاسی جماعتوں کا ایک اور مشترکہ اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہونا طے پایا۔ اب انتظامیہ اس تحریک میں مولانا تاج محمودؒ کے کردار اور ان کی اہمیت سے بخوبی واقف ہوگئی تھی۔ چنانچہ جب مولانا چناب ایکسپریس کے ذریعے فیصل آباد سے راولپنڈی جارہے تھے تو مولاناؒ کو ان کے رفقاء سمیت راستہ ہی میں گرفتار کرکے تھانہ ڈنگہ میں قید کردیا گیا اور جب میٹنگ کا وقت ختم ہوگیا تو رات گئے رہا کردیا گیا۔ نتیجتاً اس میٹنگ میں ۹/جون کو دوبارہ لاہور میں میٹنگ رکھنے کا فیصلہ کرکے اجلاس برخاست کردیا گیا۔

لاہور میں ۱۸ دینی و سیاسی جماعتوں کے نمائندگان پر مشتمل میٹنگ میں قادیانیوں کے اقتصادی و معاشرتی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا، اور مجلس عمل تشکیل دی گئی اور مجلس عمل کے مستقل انتخاب کے لئے ۱۶/جون کی تاریخ مقرر کی گئی اور مولانا تاج محمودؒ کے احترام اور فیصل آباد کے عوام کے جذبات کے پیش نظر یہ تاریخی میٹنگ فیصل آباد میں منعقد کی گئی۔

مولانا یوسف بنوریؒ نے اپنے معتمد رفیق کار مولانا تاج محمودؒ کو تمام تحریک کے دوران ہر مرحلہ پر اپنے

مشوروں اور فیصلوں میں شامل رکھا اور جب حکومت سے مجلس عمل کے مذاکرات کا مرحلہ پیش آیا تو مولانا بنوری نے مولانا تاج محمودؒ کو صلاح و مشورے کے لئے اسلام آباد طلب کرلیا۔ مولانا تاج محمودؒ اسلام آباد جاتے ہوئے فیصل آباد میں ایک نگران کمیٹی تشکیل دے گئے تاکہ اگر تحریک کو تشدد کی راہ پر ڈال دیا جائے تو یہ حالات کو قابو میں رکھے۔

جب پارلیمانی سطح پر اکابر ملت کی کوششیں عروج پر تھیں اس وقت بھی مولانا نہایت تندہی کے ساتھ سرگرم عمل تھے ایک روایت کے مطابق جب اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے قومی اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہو رہا تھا تو اس دوران مولانا اسمبلی ہال سے باہر ایک کمرہ میں بے شمار کتب اور حوالہ کی کتابوں کے ساتھ بیٹھے رہتے تھے اندر بحث کے دوران علماء اور حکومت کے سرکاری کارندوں کو جب بھی کسی حوالے یا دینی سند کی ضرورت پڑتی تو مولانا تاج محمودؒ چند لمحوں میں وہ کتاب اور حوالہ نکال کر اس پر چٹ لگاتے اور کتاب اندر بھجوا دیتے تھے۔

مرزا ناصر احمد پر قومی اسمبلی میں کئی روز تک جرح اور صمدانی ٹریبونل کی رپورٹ کے بعد جب قادیانیت کے بارے میں اصل حقائق اور مطالبات اور جذبات نکھر کر حکومت کے سامنے آ گئے تو بالآخر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ فیصلہ درحقیقت ملک کے تمام طبقہ ہائے فکر کے افراد کی مسلسل جدوجہد عشق رسولؐ اور عوام کے جذبہ ایمانی اور ان شہدا مجاہدین کی مقدس ارواح کے اخلاص کا نتیجہ تھا جنہوں نے تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنی جانوں کی بازیاں لگا دی تھیں۔

مولانا تاج محمودؒ ۱۹۷۴ء کی اس تحریک کی نیو اٹھانے والے رہنما تھے آپ نے اس تحریک کے لئے بے مثال قائدانہ کردار ادا کیا اور تحریک کی کامیابی کے لئے سردھڑ کی بازی لگا کر اسے کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ مولانا کے اسی شاندار کردار کی بدولت لاہور میں یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو منعقد ہونے والی آل پارٹیز میٹنگ میں علامہ محمود احمد رضوی نے مولانا تاج محمود کو بابائے تحریک ختم نبوت کا خطاب دیا تھا۔

اسی طرح مولاناؒ نے ۷۷ء میں چلنے والی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی سرگرم حصہ لیا اور فیصل آباد کے محاذ پر علماء کے درمیان رابطہ کے فرائض نہایت احسن طریقہ سے سرانجام دیئے، ہرچند کہ اس وقت مولانا ضعیف اور کمزور ہو چکے تھے مگر اسلامی نظام حکومت کے قیام کے مقصد عزیز کی خاطر وہ اس وقت بھی اپنی رگوں میں جوان خون گردش کرتا ہوا محسوس کرتے تھے:

''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را''

مولانا کی پہلی گرفتاری ۱۹۵۲ء میں اس وقت عمل میں آئی جب شہر لائلپور میں مرزائی حضرات نے اپنے دلآزار عقائد کی تبلیغ کے لئے ایک جلسہ عام کے انعقاد کے اہتمام کی کوشش کرنے کے باوجود جب اس جلسے کا انعقاد نہ رک سکا تو مولانا نے مرزائیوں کی جلسہ گاہ کے قریب ہی مسلمانوں کے جلسہ عام کا اہتمام شروع ہوگیا جس کے نتیجے میں گرفتاریاں عمل میں آئیں اور اس سلسلے میں مولانا تاج محمود کو چھ ماہ تک نذر زنداں کر دیا گیا دوسری گرفتاری ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں سرگرم حصہ لینے پر اور اس مسئلہ پر پورے شہر کو ابھارنے اور قیادت کرنے کے جرم کی پاداش میں ۲۰/مارچ ۱۹۵۳ء، وسیفٹی ایکٹ ۱۹۴۹ء کے تحت عمل میں آئی اور گرفتاری کے بعد مولانا کو شاہی قلعہ لاہور میں بند کر دیا گیا پھر چودہ دن بعد مولانا کی قید میں ۱۹/ستمبر ۱۹۵۳ء کے لئے توسیع کر دی گئی اور پھر ۴/اپریل ۱۹۵۳ء کو قلعہ سے نکال کر پنجاب کی کسی بھی جیل میں لے جانے کے احکامات صادر ہوئے۔ چنانچہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ۸/ستمبر ۱۹۵۳ء کو مولانا کو کیمبل پور ڈسٹرکٹ جیل میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں آپ کی قید کی میعاد ۱۸/مارچ ۱۹۵۴ء تک بڑھا دی گئی۔ اور اسی تاریخ کو کیمبل پور ڈسٹرکٹ جیل سے آپ کی گرفتاری عمل میں آئی۔

تیسری گرفتاری تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران عمل میں آئی۔ جب مولانا مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں شرکت کے لئے لائلپور سے راولپنڈی جا رہے تھے، انتظامیہ اس تحریک میں مولانا کے اہم ترین رول کو بخوبی سمجھتی تھی اور اسے معلوم تھا کہ مولانا کی عدم شرکت سے راولپنڈی کی میٹنگ کو غیر موثر بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مولانا راولپنڈی جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ڈونگہ تک ہی پہنچے تھے کہ آپ کو اپنے ہمراہیوں سمیت گرفتار کرلیا گیا اور میٹنگ کا وقت ختم ہونے کے بعد رہا کر دیا گیا۔

مولانا کا شمار جہاں برصغیر میں عوامی خطباء کے سب سے بڑے گروہ مجلس احرار اسلام میں ہوتا ہے وہاں مبدء فیاض نے تحریری صلاحیت بھی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی وہ اپنے جذبات و کیفیات کو کماحقہ سینہ قرطاس پر منتقل کر دینے پر قادر تھے انہوں نے ۱۹۶۴ء میں فیصل آباد سے ایک دینی ہفت روزہ ''لولاک'' جاری کیا اور اپنی وفات تک مسلسل بیس برس اس کے اداریے سپرد قلم کرتے رہے۔ پیشتر ازیں مولانا تاج محمودؒ مولانا مجاہد الحسینی کے ہمراہ روزنامہ ''آزاد'' لاہور کے شریک مدیر بھی رہ چکے تھے۔

لولاک کی تحریروں کے ذریعے مولانا نے نہ صرف یہ کہ تحفظ ختم نبوت اور دیگر وقتی و ملی مسائل کے بارے میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں بلکہ انہوں نے مسلسل بیس برس تک اردو صحافت کے چمن کی بھی آبیاری کی قادیانیت سے متعلق چند وقیع کتابچے اور قیام پاکستان سے قبل...... اخبارات میں لکھے جانے والے مضامین اس کے علاوہ ہیں اپنے طبقہ کے علماء اور مولانا ان معدودے چند افراد میں سے تھے جنہیں فن زمانہ قلم و قرطاس کی اہمیت کا اندازہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ تقریر کی نسبت تحریر کا اثر زیادہ دیرپا ہوتا ہے اور اس کا

حلقہ خطاب بھی تقریر سے کہیں زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ یہ سوچ اور اس پر عمل بھی مولانا کو اپنے بہت سے معاصرین سے ممیز کرتا ہے۔

مولانا کے قلم میں چاشنی اور روانی تھی بیشتر فقرے سہل ممتنع کا درجہ رکھتے تھے۔ انہیں لکھنے کے لئے کسی خاص ماحول یا کیفیت کی ضرورت نہ ہوتی تھی جس حالت میں بھی ہوتے لکھ لیتے بارہا ایسا دیکھنے میں آیا کہ مولانا دوستوں سے گفتگو بھی کر رہے ہیں اور لولاک کا اداریہ بھی سپرد قلم ہو رہا ہے۔

بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ مولانا اپنی دوسری تنظیمی اور سماجی مصروفیتوں کے باعث اس طرف کامل توجہ نہ دے سکے۔ اگر انہیں اس طرف مکمل توجہ منعطف کرنے کا وقت ملتا تو وہ بعض اچھی تصانیف بھی اپنی یادگار چھوڑ جاتے۔

مولانا کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا آپ نے ایک شادی کی اور آپ کے ہاں دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ پہلا بیٹا جس کا نام عبدالمالک تھا سات سال کی عمر میں وفات پا گیا جبکہ دوسرے صاحبزادے کا نام طارق محمود ہے۔ طارق محمود صاحب اپنے والد کے خلوص کی تصویر ہیں اور مولانا کی وفات کے بعد سے اب تک ان کے مقدس مشن کو سنبھالے ہوئے ہیں آج کل ماہنامہ "لولاک" ملتان کے چیف ایڈیٹر ہیں اور مختلف مذہبی و ملی اجتماعات میں تقریریں بھی کرتے ہیں۔

مولانا کی ساری اولاد پڑھی لکھی اور باشعور ہے مولانا کی صاحبزادیاں بھی اپنے والد کے قائم کردہ ایک مدرسۃ للبنات میں معلمی کے فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ مولانا کی اہلیہ نہایت باوقار اور نیک خاتون خانہ تھیں تمام عمر شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزاری نہایت متقی اور پرہیزگار خاتون ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں طویل عمر عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۰/جنوری ۱۹۷۳ء کو علی الصبح طبیعت میں خرابی کے آثار نمودار ہوئے تو مولانا کے صاحبزادے نے ڈاکٹر کو بلانا چاہا جس پر مولانا نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اب ڈاکٹر کو بلانے کا وقت نہیں، لیکن ڈاکٹر صاحب کو بلایا گیا انہوں نے مولانا کا معائنہ کیا تو انہیں لے کر فوراً ہسپتال روانہ ہو گئے ہسپتال جانے سے پہلے مولانا نے اپنی بچی سے آب زمزم مانگا اور کھڑے ہو کر آب زمزم پینے کے بعد گھر سے روانہ ہوئے دروازے تک پہنچ کر رک گئے اور با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا:

"اچھا اللہ میرا یہ بھولا بھالا گھرانہ تیرے حوالے۔"

ہسپتال پہنچنے کے فوراً بعد نظام تنفس کو بحال رکھنے کے لئے آکسیجن لگا دی گئی مگر چند گھنٹوں کے بعد سر کو دائیں جانب کر کے تین بار کسی کو آنے کی دعوت دی اور کلمہ پڑھتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا تاج محمودؒ اس مادی دور میں صدق و صفا اور اخلاص و وفا کی تصویر تھے ان کی تمام زندگی اخلاص کے ساتھ اپنے مشن کی خاطر جدوجہد کرتے گزری ان کی شخصیت میں ایک عجیب حسن اور دلکشی تھی جس کا احساس ان کے مخاطب اور ہم جلیس کو فوراً ہو جایا کرتا تھا۔ شیریں گفتار کا یہ عالم تھا کہ آدمی اگر ایک بار ان کی مجلس میں بیٹھ جاتا تو پھر اٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا کیا اپنے کیا پرائے سبھی مولاناؒ کی دلکش شخصیت اور دلکش ترین گفتگو سے یکساں فائدہ اٹھاتے تھے مولاناؒ کا پیرایہ بیان کچھ اس طرح کا تھا کہ ان سے ملنے والا شخص خود کو مولاناؒ کا قریب ترین عزیز سمجھتا اور اگر کسی محفل میں درجنوں افراد بھی بیٹھے ہوتے تو ہر شخص مولانا کو سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ و ملتفت پاتا تھا، اس لئے یہ کہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ انہیں اپنے احباب یا نیازمندوں میں سب سے زیادہ انس تھا کیونکہ ان کا ہر شخص سے تعلق منفرد اور زیادہ سے زیادہ اخلاص و محبت پر مشتمل تھا۔ مولاناؒ کی مجلس علمی، ادبی، سماجی اور دیگر عصری مسائل پر مباحث اور لطائف کا ایک ایسا گہوارہ تھی جیسے کسی گلدستہ میں طرح طرح کے خوشنما پھولوں کو سجا دیا گیا ہو۔

مولاناؒ زندگی بھر کے حادثات، مصائب اور پریشانیوں کے باوجود نہایت نفس کھ اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے خود ہنستے رہنا اور دوسروں کو ہنسانا ایک بہت بڑا فن ہے اور مولانا کو اس فن میں کمال حاصل تھا لیکن اس خوش مزاجی کے باوصف وہ محض مسخرے نہ تھے بلکہ جب بھی کوئی سنجیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو پوری توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرتے اور اس کے تمام پس منظر اور پیش منظر سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد اس پر لب کشائی کرتے اور کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اس کے عواقب و مآل پر اچھی طرح غور و خوض کر لیا کرتے تھے۔

غیر ذمہ دارانہ باتوں سے ہمیشہ اجتناب کرتے اور کسی بھی شخص کی دل آزاری سے گریز کرتے۔ انسانوں کی دل آزاری ان کے نزدیک سب سے بڑی معصیت تھی اور چونکہ وہ خود ایک رقیق القلب انسان تھے اس لئے ان سے کسی کی تکلیف بھی دیکھی نہ جاتی تھی اور وہ خود ایک دوسروں کی تکالیف و مشکلات کے ازالہ کے لئے ساعی و کوشاں رہتے۔

ادب اور شاعری سے گہرا انس اور لگاؤ رکھتے تھے نظیری نیشاپوری اور غالب مولانا کے پسندیدہ شعراء تھے، ان کے سینکڑوں اشعار انہیں ازبر تھے۔ جنہیں اپنی گفتگو اور تحریر میں بکثرت استعمال کرتے تھے۔

خودداری کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سے ایک پائی وصول نہ کرتے ایک بار ایک سابق وفاقی وزیر نے مولانا سے نیازمندی کی بنا پر راز کے ساتھ مولانا کی خدمت کرنا چاہی تو مولانا نے انہیں فوراً منع کر دیا اور فرمایا میں اپنے عمر بھر کے استغنا کو توڑنا نہیں چاہتا۔

عامیانہ کبر و نخوت کا دور دور تک کہیں نشان نہ تھا۔ ہر شخص سے اس کی سمجھ بوجھ اور استعداد کے مطابق گفتگو کرتے کسی کو مایوس نہ کرتے۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے ایک صاف ستھرا اور اجلا انسان جس کے کردار کا یہ عالم تھا کہ:

"دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں"

تحریر: عبدالرؤف محمدی، اسلام آباد

گستاخ رسول کی سزا

ماضی اور حال!

اسلامی شریعت میں حضرات انبیا علیہم السلام کی ادنیٰ توہین وتنقیص بھی کفر ہے۔ تمام انبیا علیہم السلام بطور خاص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی ادنیٰ گستاخی کا شائبہ تک بھی برداشت نہیں کرسکتا قرآن وسنت، اجماع صحابہؓ، اجماع امت اور تصریحات ائمہ دین کے مطابق گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ہے بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ امت مسلمہ کی بقا اس میں ہے کہ گستاخ رسول کے تعفن سے زمین کو پاک کردیا جائے۔ (مدیر)

تاریخ کے جھروکوں میں ماضی کی ان گنت تصویریں نظر آتی ہیں، ان میں سے بعض دھندلی اور بعض بے حد صاف وشفاف!

ذرا ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ اردگرد صحابہ کرامؓ بھی بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کرامؓ کے سامنے یہ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص فلاں عورت کو قتل کرے گا

میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

کیونکہ وہ عورت شان رسالت میں گستاخی کے جرم کی مرتکب تھی، وہ شان رسالت میں ہذیان بکتی تھی، وہ گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اشعار پڑھا کرتی تھی۔ چنانچہ ایک نابینا صحابیؓ جنہوں نے ساری عمر جہاد میں حصہ نہیں لیا تھا، لیکن ان کا دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے معمور تھا، چنانچہ انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور رات کی تاریکی میں اس عورت کے گھر داخل ہوئے اور اس کے سینے پر تلوار رکھی اور اس کے دو ٹکڑے کردیئے اور پھر گھر واپس آ گئے صبح جب مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ:

"اے میرے صحابہ! جس نے بھی

جنتی دیکھنا ہو تو وہ میرے اس نابینا صحابیؓ کو

دیکھ لے۔"

یہ تو قدرت خداوندی ہے، وہ جس سے چاہے اپنے دین کا کام لے لے، وہ چاہے تو ایک نابینا صحابیؓ کے ذریعے گستاخ رسول کو جہنم رسید کروادے، اور بڑے بڑے بینا اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں، وہ چاہے تو محلات میں رہنے والوں کو نعمت ایمان سے محروم رکھے اور کسی دریا کے کنارے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں رہنے والے کے دل کو ایمان کا خزینہ بنادے، اس کی چاہت ہو تو افغانستان کی شکستہ بندوقوں کے ذریعے سپر پاور روس کو شکست فاش سے دوچار کردے اور پھر اسی روس کے ذریعے دنیا میں قیامت صغریٰ برپا کروادے، وہ چاہے تو بادشاہوں کو حالت کفر میں ماردے اور انہیں جہنم کا ایندھن بنادے اور اس کی منشا ہو تو غربت وافلاس کی چکی میں پسنے والے کو مسند ولایت پر فائز کردے اور بعد از ممات جنت الفردوس اس کا مقدر ٹھہرے اور رئیس قریش ابوجہل اور سیم وزر میں کھیلنے والا ابولہب حالت کفر میں انتہائی عبرتناک موت مرجائیں اور حبشہ کا بلالؓ اور فارس کا غربت زدہ سلمان فارسیؓ ایمان لاکر آغوش نبوت میں آبیٹھیں اور دامن مصطفیٰ میں پناہ گزیں ہوکر دونوں جہاں کی کامرانیوں کو سمیٹ لیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

یہ تھی ماضی کی ایک صاف وشفاف تصویر، ایسی ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں تصاویر ماضی کا آئینہ دیکھنے سے ملتی ہیں۔

ایک شخص ابن خطل خانہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے، لیکن یہ شان رسالت میں گستاخی کا مجرم ہے، خانہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہونے کے باوجود رحمۃ للعالمینؐ اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ ذرا آگے چل کر دیکھئے سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک وناکام جسارت کرتا ہے اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے تو صدیق اکبرؓ حضرت خالد

بن ولیدؓ اور بہت سے بدری صحابہ کرامؓ اور حفاظ کرام کو مسیلمہ کذاب جیسے گستاخ رسول کے قتل کے لیے بھیجتے ہیں، وہ تمام صحابہ کرام مسیلمہ کذاب کے خلاف ایک تاریخی معرکہ لڑتے ہیں جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے، اس جنگ میں عہد نبویؐ میں شہید ہونے والے تمام صحابہ کرامؓ سے چار گنا زیادہ یعنی بارہ سو اصحاب رسولؐ جام شہادت نوش کر جاتے ہیں لیکن شان رسالت پہ حرف نہیں آنے دیتے:

سلام ان پر کہ جو ختم رسالت کے پروانے تھے
جو عاقل، باخدا تھے اور حضورؐ کے دیوانے تھے
سلام ان پر کہ جن کی غیرت ایمان تھی زندہ
سلام ان پر قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ

آگے چلئے! سیدنا فاروق اعظمؓ کے دربار میں ایک شخص لایا جاتا ہے جو گستاخی رسول جیسے عظیم جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ فاروق اعظمؓ اسے سزائے موت کا حکم سناتے ہیں، اور پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جس نے برا بھلا کہا خدا کو خدا کے انبیا میں سے کسی کو تو اسے قتل کر دو۔''

یہ تھیں ماضی بعید کی چند تصویریں، اب آیئے! ماضی قریب پر نظر دوڑاتے ہیں، گستاخ رسول راجپال نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اگلنے والی کتاب کو شائع کیا تو عاشق رسول غازی علم الدین شہیدؒ کے نہاں خانہ دل میں چھپی عشق رسولؐ کی چنگاری شعلہ بن کر ابھرتی ہے اور وہ عاشق صادق اس گستاخ رسول کو جہنم رسید کرنے کا تہیہ کر لیتا اور بالآخر راجپال کو موت کے گھاٹ اتار کر دم لیتا ہے، پھر جب غازی علم الدین شہیدؒ کو عدالت میں پیش کیا جاتا ہے تو جج کہتا ہے کہ: ''علم الدین یہ کہہ کر کہ راجپال کو میں نے قتل نہیں کیا تو تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔'' تو غازی علم الدین بپھرے ہوئے شیر کی طرح بآنگ دہل، ڈنکے کی چوٹ پر یہ اقرار کرتا ہے کہ شاتم رسول راجپال کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔ جج غازی کی سزائے موت کا اعلان کر دیتا ہے، غازی مسکراتے ہوئے پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈال لیتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہو جاتا ہے، لیکن وہ اس اقرار سے نہیں پھرتا کہ میں نے راجپال کو واصل جہنم کیا ہے:

مجاہد ختم نبوت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا اور پھر جج نے پوچھا کہ کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی (جہنم مکانی) کو کافر کہتے ہیں؟ تو شاہ صاحبؒ نے گرج کر فرمایا: مرزے کو میں نے ایک بار نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں مرتبہ کافر کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں اور تادم آخر کہتا رہوں گا یہ تو میرا دین و ایمان ہے:

علم جو چاہیں دعائیں مرزا کافر ہے
سب منظور سزائیں مرزا کافر ہے
ہم تو کہیں گے کافر اس کو بے شک
ہتھکڑیاں پہنائیں مرزا کافر ہے

یہ تھیں ماضی کے چند واقعات، لیکن کیا حال میں بھی ان جیسا کوئی ایک واقعہ ملتا ہے؟

آپ پوری روئے زمین کے چپے چپے پر دنیا کے گوشے گوشے میں تلاش کر لیں اس طرح کی مثال ملنا مشکل ہے، آج سب کچھ اس کے برعکس ہے۔ آج دشمنان رسول اور گستاخ رسول دندناتے پھر رہے ہیں، وہ علی الاعلان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور توہین کر رہے ہیں، آپ کی ختم نبوت پہ ڈاکہ زنی کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں، لیکن افسوس کہ کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا، کوئی ہاتھ انہیں روکنے کے لئے نہیں بڑھتا:

وضاحت کر نہیں سکتا مگر آواز دیتا ہوں
کہ اس کرب و بلا میں تخت جانوں کی ضرورت ہے
کہاں ہیں سید الکونین کی امت کے دیوانے
کہ ناموس نبیؐ کے پاسبانوں کی ضرورت ہے

کہاں گئے صدیق اکبرؓ کے نام لیوا...... کہاں چلے گئے حضرت عمر و عثمان و حیدر کرار رضی اللہ عنہم کے پیروکار...... کہاں کھو گئے حضرت بلال و سلمان رضی اللہ عنہما کے فرمانبردار...... کہاں گم ہو گئے ہیں حضرت وحشی بن حربؓ کے تابعدار...... کہاں بھٹک گئے غازی علم الدین شہید کی عظمت و شجاعت کے معترف...... کہاں ہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی دلیری و بہادری کے گن گانے والے...... آج ہر طرف سے رسول اللہؐ کی عزت و ناموسؐ پر حملے ہو رہے ہیں...... مرزا طاہر اور اس کے گماشتے شب و روز گستاخان رسولؐ میں اضافہ کرنے کی تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں:

غدار وطن غدار نبی اس پاک وطن میں کیونکر ہیں،
میں پوچھتا ہوں یاران وفا یہ خار چمن میں کیونکر ہیں

اے آغوش دنیا میں مست مسلمان! یہ تیرے نبی کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے...... وہ نبی جو تجھ سے تیرے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے...... جس نے غار حرا میں آنسو بہا دیئے...... جس نے رات کے سجدوں میں اللہ تعالیٰ سے تیری مغفرت کی دعائیں مانگیں...... جن کو تیری فکر رات کو سونے نہ دیتی تھی...... جو حشر کے میدان میں میزان پر کھڑا ہو کر اپنے سامنے اپنی امت کے اعمال تلوا رہا ہوگا...... جو نبی حوض کوثر پر کھڑا اپنے ہاتھوں سے اپنی پیاسی امت کو جام بھر بھر کر پلا رہا ہوگا...... حشر کے ہولناک میدان میں جب سارے نبی رب نفسی، رب نفسی پکار رہے ہوں گے، اس وقت بھی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر رب امتی، رب امتی کی صدا ہوگی۔

اے مسلمان! ایک طرف تیرے نبی کی تیرے

غم میں بے قراریاں ..... اور دوسری طرف تیری لاپرواہیاں ..... ایک طرف تیرے رسول کی شفقت، محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ..... اور دوسری طرف تیری بے حسی کا لق و دق صحرا ..... ایک طرف تیرے رسول کا برستا ہوا ابر رحمت ..... اور دوسری طرف تیری جفاؤں کی چلچلاتی دھوپ۔

اے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلانے والے! تیرے نبی کو تیری دنیا کی فکر ..... تیری آخرت کی فکر ..... تیری قبر کی فکر ..... تیرے حشر کی فکر ..... تیرے قیل و قال کی فکر ..... تیرے اعمال کی فکر ..... غرضیکہ تیرے تمام افعال کی فکر ..... لیکن اے مسلمان! تو بھی اپنا معیار محبت دیکھ ..... اے مسلمان! بہت سو چکا ..... اب بیدار ہو جا ..... بہت لٹ چکا ..... اب ہوشیار ہو جا ..... نبیؐ کے دشمنوں سے برسرپیکار ہو جا ..... اپنے اسلاف کی تابندہ روایات کو پھر زندہ کر ..... تیری پیٹھ پر ..... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ ہے ..... بے خوف و خطر اٹھ ..... اور دشمنان رسولؐ کی سازشوں کو پیوند خاک کر دے ..... اور یہ اعلان کر دے کہ:

هم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کیلئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے

(زور)

ہمیں ہے کملی والاؐ جان و مال اولاد سے پیارا
چلاؤ گولیاں تم ہم شہادت سے نہیں ڈرتے
رسول اللہؐ کے گستاخ کو ہم قتل کر دیں گے
اگر ہے یہ بغاوت تو ہم بغاوت سے نہیں ڈرتے

☆☆ .... ☆☆

ہفت روزہ ختم نبوت

دنیا بھر میں آپ کے تجارتی و کاروباری تعارف کا مؤثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے۔

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

کثیر تعداد افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک مؤثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروز حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوت

پڑھیئے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ایم۔ اے جناح روڈ
پرانی نمائش کراچی

فون:۔ 7780337 ● فیکس:۔ 7780340

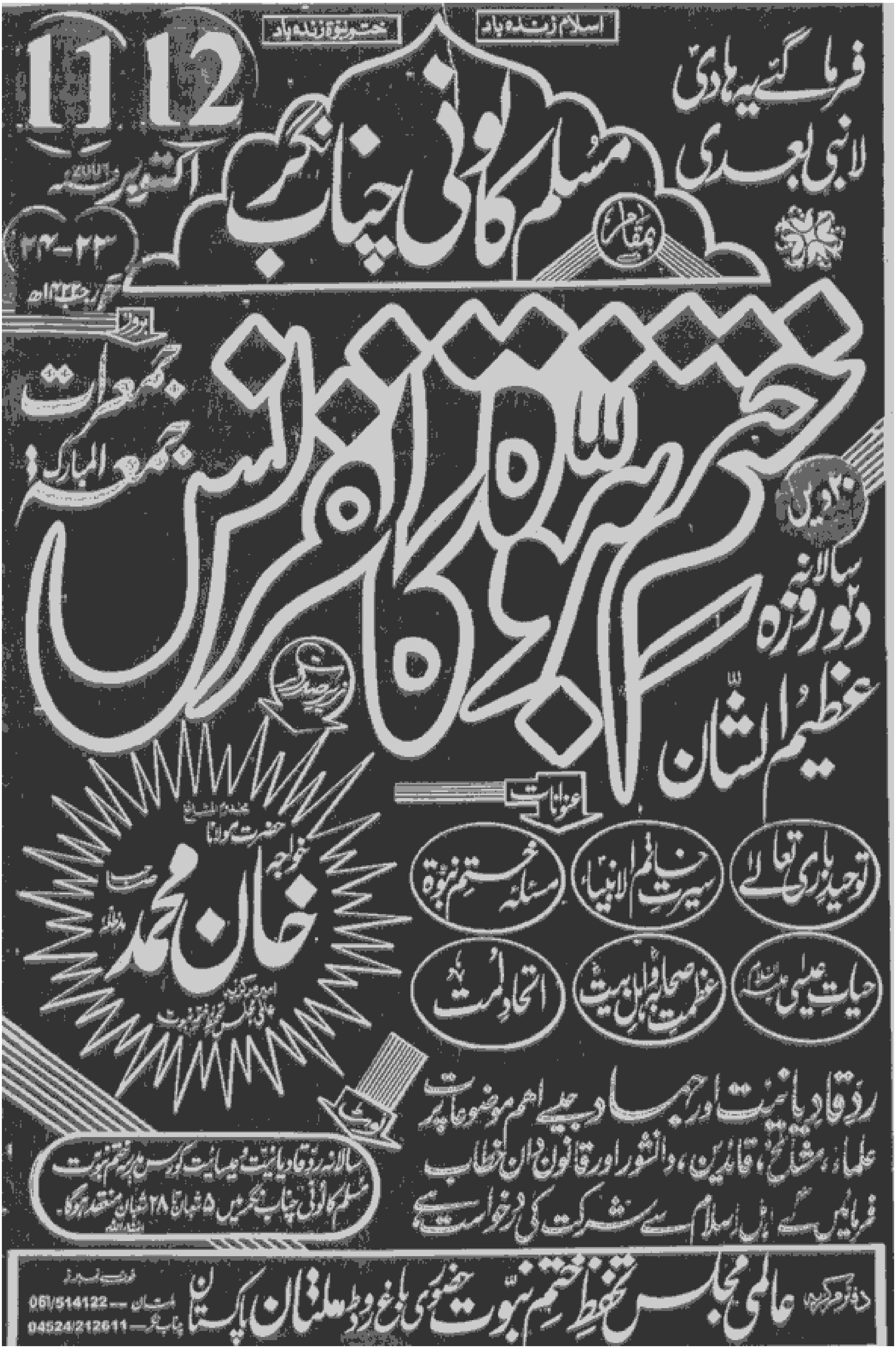
ختم نبوۃ زندہ باد
اسلام زندہ باد
11 12 اکتوبر 2001ء
22-23-24 رجب 1422ھ
بروز جمعرات جمعۃ المبارک
فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
20 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان
ختم نبوت کانفرنس
زیر صدارت
مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
سیرت خاتم الانبیاء
مسئلہ ختم نبوۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہؓ و اہل بیت
اتحاد امت
رد قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
نوٹ
سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں 5 شعبان تا 28 شعبان منعقد ہوگا۔
ان شاء اللہ
دعوت کنندہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبر
ملتان 061/514122
چناب نگر 04524/212611

REGD. NO. SS-'62

الدین النصیحة

Mubeen Trust

WAQAF

مبین ٹرسٹ

مبین ٹرسٹ

پوسٹ بکس نمبر ۴۷۰

اسلام آباد ۴۴۰۰۰ (پاکستان)

☎255394 FAX : 250055